بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ٹیلیفون نمبر ۳۳

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۵

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل

روزنامہ

قادیان

یوم پنج شنبہ

جلد ۳۲ | ۹ ماہ نبوت ۱۳۲۳ ہش | ۲۲ ذیقعدہ ۱۳۶۳ھ | ۹ نومبر ۱۹۴۴ء | نمبر ۲۶۳

مدینۃ المسیح

قادیان ۷ ماہ نبوت سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق ۶ بجے شام کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کو درد نقرس میں آج کچھ تخفیف ہے۔ احباب حضور کی کامل صحت کے لئے دعا فرماویں۔

حضرت ام المؤمنین مدظلہا العالی کی طبیعت ناحال ناساز ہے۔ دعائے صحت کی جائے۔

حضرت سیدہ ام ناصر احمد صاحبہ حرم اول سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی طبیعت آج خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔

حضرت نواب محمد علی خاں صاحب کی طبیعت ویسی ہی ہے۔ احباب کامل صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

افسوس میاں عبد الحکیم صاحب والد میاں محمد شریف و میاں محمد نذیر صاحبان مالک لاہور ہاؤس آج بعمر ۸۰ سال وفات پا گئے۔ بعد نماز عصر حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور مرحوم کو بہشتی مقبرہ میں دفن کیا گیا۔ احباب بلندیٔ درجات کے لئے دعا فرمائیں۔

Digitized By Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل قادیان ۲۲ ذیقعدہ ۱۳۶۳ھ

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی اطال اللہ بقاءہٗ و اطلع شموس طالعہ کی تقریر

ہم نے کیا کہنا ہے اور جو کچھ کہنا ہے وہ کس طرح کہنا ہے

تین چیزیں جن کی طرف خدام الاحمدیہ کو خصوصیت سے توجہ کرنی چاہیئے

مرتبہ۔ مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل

مجلس خدام الاحمدیہ کے چھٹے سالانہ اجتماع کے موقعہ پر ۱۵ ماہ اخاء ۱۳۲۳ ہش مطابق ۱۵ اکتوبر ۱۹۴۴ء کو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے حسب ذیل تقریر فرمائی:

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

مجھے مسوڑھوں کی سوزش اور دانتوں کے درد کی وجہ سے بولنا تو نہیں چاہیئے۔ لیکن چونکہ میں گزشتہ سال بھی خدام الاحمدیہ کے جلسہ میں تقریر نہیں کر سکا۔ اس لئے باوجود تکلیف کے میں نے یہی فیصلہ کیا۔ کہ مجھے کچھ نہ کچھ اس موقعہ پر ضرور آپ لوگوں کے سامنے بیان کرنا چاہیئے۔ جب میں گھر سے چلنے لگا۔ تو قدرتی طور پر میرے دل میں خیال پیدا ہوا۔ کہ میں آج کس مضمون پر تقریر کروں اس خیال کے پیدا ہوتے ہی

دو مضمون

میرے ذہن میں آئے۔ جن میں سے ایک مضمون فوراً ہی اپنی ارتقائی منازل کو طے کرتے ہوئے ایسی صورت اختیار کر گیا کہ میں نے سمجھا نہ یہ موقعہ اس مضمون کے مناسب حال ہے۔ اور نہ وقت اتنا ہے کہ میں اس مضمون کے متعلق اپنے خیالات پوری طرح ظاہر کر سکوں۔ وہ مضمون اپنی ذات میں ایک کتابی صورت کی تمہید بننے کے قابل ہے۔ تھوڑے سے وقت میں اس کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار نہیں کیا جا سکتا تب میں نے دوسرا مضمون لے لیا۔ درحقیقت میرا منشاء یہ تھا۔ کہ یہ دوسرا مضمون اس تمہید کی تفصیل ہو۔ لیکن وہ تمہید ایسا رنگ اختیار کر گئی۔ کہ میرے نزدیک وہ زیادہ اہم کتاب کی تمہید بننے کے قابل ہے۔ اس لئے میں نے دوسرے حصہ کو جسے میں اس تمہید کی تفصیل کے طور پر بیان کرنا چاہتا تھا منتخب کر لیا۔ اور میں نے سمجھا کہ اس مضمون کو میں چھوٹا بھی کر سکتا ہوں اور بچوں کے لحاظ سے اس کا بیان کرنا زیادہ مناسب بھی ہے۔

میں نے بارہا بیان کیا ہے کہ

ہماری جماعت کی تنظیم

درحقیقت دو حصے رکھتی ہے۔ جن میں سے ایک حصہ اس لحاظ سے زیادہ اہم ہے۔ کہ ہماری جماعت دوسری جماعتوں سے مختلف ہے۔ اور دوسرا حصہ اس لحاظ سے اہمیت رکھتا ہے۔ کہ اس کے بغیر کوئی قوم فعال نہیں بن سکتی۔

حقیقت یہ ہے کہ جب تک کوئی قوم کسی مقصد کو لے کر کھڑی نہیں ہوتی۔ نہ اس میں اپنے کام کے متعلق جوش پیدا ہوتا ہے۔ اور نہ اس کا ترقی کی طرف سرعت کے ساتھ قدم بڑھ سکتا ہے۔ اسی طرح اگر کسی قوم میں

صحیح قوت عملیہ

نہ پائی جائے۔ اور وہ ان طریقوں کو اختیار نہ کرے۔ جن کے ذریعہ قوم اپنے خیالات اور اپنے عقائد کو کامیاب طور پر دنیا میں پھیلا سکتی ہے۔ تو اس وقت تک بھی وہ قوم کامیاب نہیں ہو سکتی۔ پس ایک طرف ہمارے لئے اس امر کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔ کہ آیا کوئی اہم مقصد ہمارے سامنے ہے یا نہیں۔ تاکہ ہمیں معلوم ہو کہ ہم نے کیا کہنا ہے۔ اور دوسری طرف ہماری تربیت اس رنگ میں ہونی چاہیئے۔ کہ ہم یہ سمجھ سکیں کہ ہم نے جو کچھ کہنا ہے وہ کس طرح کہنا ہے۔

قوم کی ترقی کے لئے

بنیادی طور پر یہ امر نہایت ہی ضروری ہے کہ اس کا ہر فرد ان دو فقروں کو اچھی طرح جانتا اور سمجھتا ہو۔ کہ ہم نے کیا کہنا ہے جس کے اندر ہم نے کیا کرنا ہے بھی شامل ہے۔ اور دوسرے یہ کہ ہم نے جو کچھ کہنا ہے وہ کس طرح کہنا ہے۔ جب یہ دونوں باتیں حل ہو جائیں۔ اور پھر جو کچھ ہم نے کہنا ہو وہ اپنے اندر اہمیت بھی رکھتا ہو۔ تو ہماری کامیابی میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا۔ یہی وہ چیز ہے۔ جسے یورپ کے لوگ آجکل خاص طور پر اہمیت دیتے ہیں۔ بالخصوص اخبارات کے نمائندے جب کسی لیڈر سے ملتے ہیں۔ تو اس سے کہتے ہیں۔ آپ کا پیغام کیا ہے۔ یعنی آپ دنیا کو وہ کونسی بات بتانا چاہتے ہیں جسے وہ جانتی نہیں۔ یا جس کو وہ بھولی ہوئی ہے۔ اور اسے یاد دلانے کی ضرورت ہے لیکن چونکہ وہ

ایک عظیم الشان مضمون کو چند لفظوں میں

بیان کرانا چاہتے ہیں۔ اس لئے بسا اوقات بہت سی غلط فہمیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ درحقیقت یہ غلط فہمی یوروپین نامہ نگاروں اور یوروپین مصنفین کو مسیحیت سے لگی ہے۔ مسیحیت نے یہ کہہ کر کہ شریعت لعنت ہے تمام مذہبی تفصیلات کو بے کار قرار دے دیا ہے۔ اور صرف اس ایک نقطۂ نگاہ کو پیش کیا ہے۔ کہ خدا محبت ہے۔ اس ایک نقطہ کو لے کر انہوں نے باقی ساری چیزوں کو ترک کر دیا ہے۔ اور پھر "خدا محبت ہے" کی ترجمانی بھی انہوں نے خدا کے سپرد نہیں کی بلکہ اپنے ذمہ لے لی ہے۔

پس چونکہ انہوں نے مذہب کے معنے ایک فقرہ کے کر لئے ہیں۔ اور چونکہ اس ایک فقرہ کے نتیجہ میں انہوں نے خدا اور اس کے رسولوں کو

مذہب کی تفصیلات

بیان کرنے سے چھٹی دے دی ہے۔ اور اُن کو اس کام سے بالکل معطّل کر دیا ہے۔ اس لئے انہوں نے یہ سمجھ لیا ہے۔ کہ باقی مذاہب بھی کسی ایک لفظ یا کسی ایک فقرہ میں ساری تفصیلات کو بیان کر سکتے ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ باقی مذاہب کے بھی بعض خلاصے ہیں مگر اُن مذاہب کے پیروؤں سے یہ غلطی ہوئی ہے کہ انہوں نے اُن خلاصوں کو اتنا پھیلایا نہیں کہ دنیا اُن خلاصوں سے ہی سمجھ سکتی کہ وہ مذاہب دنیا کے سامنے کونسا پیغام لے کر کھڑے ہوئے ہیں۔ مثلاً اسلام کو لے لو۔ اسلام بھی کہتا ہے کہ خدا محبت ہے۔ اور اسلام نے بھی اپنے مذہب کا ایک خلاصہ ان الفاظ میں پیش کیا ہے کہ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

مگر جس طرح عیسائیت نے "خدا محبت ہے" کی تشریح۔ مختلف جہتوں اور مختلف شعبوں سے مختلف عبارتوں میں انسانی جذبات سے وابستہ کر کے کی ہے اُس طرح لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ کی تشریح نہیں کی گئی اس کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ جب "خدا محبت ہے" کی ایک چھوٹی سی تشریح بھی کسی نامہ نگار کے سامنے بیان کی جاتی ہے تو وہ متاثر ہو جاتا ہے اور سمجھتا ہے کہ یہ دنیا کے لئے کارآمد باتیں ہیں لیکن اگر تم کسی نامہ نگار کے سامنے یہ کہو کہ میں دنیا کے لئے یہ پیغام لایا ہوں کہ لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ تو چونکہ اس کی بار بار اور مختلف پیراؤں سے تشریح نہیں کی گئی۔ اس لئے اس خلاصہ سے تعلق رکھنے والے کئی مضامین کی باریکیاں۔ اُس کی وسعتیں اور اُس کے وسیع دائرے اُس کے ذہن میں نہیں آتے وہ حیران ہو جاتا ہے۔ اور وہ اِس بات کو سمجھ ہی نہیں سکتا کہ وہ اسلام جس کا یہ دعوےٰ ہے۔ کہ خدا ایک ہے اور جس کا یہ دعوےٰ ہے۔ کہ محمد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم اُس کے رسول ہیں اُس کے اس فقرہ میں دنیا کے لئے نیا پیغام کونسا ہے۔ یہ تو وہی پرانی بات ہے۔ جو ایک لمبے عرصہ سے اسلام کی طرف سے پیش کی جا رہی ہے حالانکہ خدا ایک ہے۔ اتنا وسیع مضمون ہے کہ اِس کا کروڑواں حصّہ بھی اس فقرہ میں بیان نہیں کیا گیا کہ خدا محبت ہے۔ بلکہ سچی بات تو یہ ہے کہ لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ کے مقابلہ میں اس فقرہ کی اتنی حیثیت بھی نہیں جتنی

ہاتھی کے مقابلہ میں مچھر

کی ہوتی ہے۔ فرق صرف یہ ہے۔ کہ وہ فقرہ یاد کرایا گیا ہے۔ اور یہ فقرہ یاد نہیں کرایا گیا اُس فقرہ کے مطالب کو بار بار لوگوں کے سامنے پیش کیا گیا ہے اور اس فقرہ کے مطالب کو بار بار لوگوں کے سامنے نہیں رکھا گیا۔ اسی وجہ سے جب ہم لوگوں کے سامنے یہ وسیع مضمون بیان کرتے ہیں۔ تو وہ حیران ہو جاتے ہیں۔ کہ ہم اس بات کو جو دنیا کو پہلے بھی معلوم ہے ایک نیا پیغام کس طرح قرار دے رہے ہیں۔ حالانکہ اصل کوتاہی اُن کی اپنی نظر کی ہوتی ہے چنانچہ اس کا ثبوت یہ ہوتا ہے کہ جب اُن کے سامنے اِن تمام وسیع مضامین کا ایک مجموعہ لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ کے الفاظ میں پیش کیا جاتا ہے۔ تو وہ متاثر نہیں ہوتے لیکن جب اُن کے سامنے اسلام کے اِس خلاصہ کا ہزارواں بلکہ کروڑواں حصّہ نکال کر پیش کیا جاتا ہے۔ اور اس کی کوئی ایک تشریح اُن کے سامنے کی جاتی ہے۔ تو وہ اس سے متاثر ہو جاتے ہیں۔ اور وہ سمجھتے ہیں۔ کہ یہ چیز واقعہ میں ایسی ہے۔ جو

دنیا کے لئے ایک نیا پیغام

کہلا سکتی ہے۔ یہ ایسی ہی بات ہے جیسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا کہ مذہب کا خلاصہ یہ ہے کہ خدا سے تعلق پیدا کیا جائے اور بنی نوع انسان سے شفقت کی جائے۔ یہ خلاصہ اگر ہم لوگوں کے سامنے بیان کریں تو تمام یوروپین مصنف اور نامہ نگار اسے ایک نیا پیغام قرار دیں گے۔ وہ اس سے متاثر ہوں گے اور وہ تسلیم کرینگے کہ یہ نظریہ یقیناً ایسا ہے۔ جو دنیا کے سامنے بار بار آنا چاہیئے اور جس کو قائم کرنے کے لئے ہمیں اپنی انتہائی کوششیں صرف کرنی چاہئیں لیکن اگر غور کیا جائے تو یہ خلاصہ آ گے پھر خلاصہ ہے۔ لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ کا۔ درحقیقت لا اِلٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ بہت سے وسیع مضامین پر مشتمل ہے۔ جن میں سے صرف ایک مضمون کا خلاصہ وہ ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیش فرمایا ہے۔ لیکن اسلام کے اس پیشکردہ خلاصہ کو نہ جاننے کی وجہ سے یورپین نامہ نگار لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ سے متاثر نہیں ہوں گے۔ ہاں اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس خلاصہ کو پیش کیا جائے کہ

مذہب کی اہم اغراض دو ہیں

خدا سے تعلق اور بنی نوع انسان سے محبت۔ تو ساری دنیا اس سے متاثر ہوگی اور وہ سمجھے گی کہ ترقی کا یہ ایک نیا پہلو ہمارے سامنے رکھا گیا ہے اور ایک نئی چیز ہے۔ جو ہمارے سامنے پیش کی گئی ہے۔ عیسائی اگر کوشش کریں تو وہ بھی "خدا محبت ہے" میں سے یہ دونوں باتیں نکال سکتے ہیں۔ لیکن وہ اس امر سے انکار نہیں کر سکتے کہ یہ ایک نیا طریق بیان ہے۔ جس سے بنی نوع انسان کو نیکی کی طرف متوجہ کیا جا سکتا ہے۔ پس ہمارے سامنے کوئی نہ کوئی مقصد ہونا چاہیئے کیونکہ کسی مقصد کو اپنے سامنے رکھے بغیر انسان کو کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔ دنیا کا یہ مطالبہ ہے۔ کہ ہم اُسے کوئی پیغام دیں اور گو مغربی لوگ اس پیغام کا دائرہ نہایت محدود رکھتے ہیں لیکن بہرحال اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اگر ایک مختصر پیغام دنیا میں عظمت کی نگاہ سے دیکھا جا سکتا ہے تو تفصیلی پیغام یقیناً زیادہ عظمت اور قدر کی نگاہوں سے دیکھا جائے گا۔ ضرورت صرف اس امر کی ہے کہ ہم

اپنے مقاصد کی اہمیت

کو سمجھیں اور اُن کے مطابق دنیا میں تغیر پیدا کرنے کی کوشش کریں پس سب سے پہلی چیز جسکی ہمیں ضرورت ہے۔ وہ یہ ہے کہ ہمارے سامنے کوئی مقصد ہونا چاہیئے جس کی بناء پر ہم کہہ سکیں کہ ہم نے لوگوں سے کچھ کہنا ہے۔ دوسرے ہمیں معلوم ہونا چاہیئے کہ ہم نے جو کچھ کہنا ہے۔ وہ کس طرح کہنا ہے۔ کس طرح کہنے میں بھی بہت بڑا فرق پیدا ہو جاتا ہے۔ سکول کا کورس ایک ہوتا ہے۔ یونیورسٹی ایک ہوتی ہے۔ مگر اس فرق کی وجہ سے کہ ایک شخص جانتا ہے۔ اُس نے جو کچھ کہنا ہے۔ وہ کس طرح کہنا چاہیئے اور دوسرا اس امر سے ناواقف ہوتا ہے۔ ایک شخص تو ترقی کرتے کرتے محکمۂ تعلیم کا ڈائرکٹر مقرر ہو جاتا ہے اور دوسرا اسی ڈگری کا شخص سکول کی مدرسی میں ہی اپنی ساری عمر گزار دیتا ہے۔ اسی امتیاز کی وجہ سے دنیا میں

قابلیت کے الگ الگ مدارج

تجویز کر دیئے گئے ہیں۔ کسی درجہ کی قابلیت کا نام لوگوں نے پرائمری رکھا ہوا ہے۔ کسی درجہ کی قابلیت کا نام لوگوں نے مڈل رکھا ہوا ہے۔ اور کسی درجہ کی قابلیت کا نام لوگوں نے انٹرنس رکھا ہوا ہے۔ اور کسی درجہ کی قابلیت کا نام لوگوں نے ایف۔ اے اور بی۔ اے رکھا ہوا ہے۔ تو کس طرح کہنے کا فرق بھی زمین و آسمان کا تغیر پیدا کر دیا کرتا ہے۔ پرائمری کے بعض طالب علم ایسے ہوتے ہیں جو آئندہ مڈل میں تعلیم پانے والوں کے لئے نمونہ بننے والے ہوتے ہیں اور کچھ ایسے ہوتے ہیں جو ادنےٰ سے ادنےٰ اسکول کیلئے بھی ذلّت کا موجب ہوتے ہیں۔ کچھ پرائمری کے ماسٹر اس بات کے مستحق ہوتے ہیں کہ اُن کو ترقی دے کر مڈل کی تعلیم اُن کے سپرد کی جائے اور بعض ماسٹر کچھ کہنے سے اس طرح ناواقف ہوتے ہیں۔ کہ اُن کا پرائمری میں رکھا جانا بھی انسپکٹر وں کی ناواقفی یا جنبہ داری اور لحاظ کی بناء پر ہوتا ہے۔ ذاتی قابلیت کا اس میں دخل نہیں ہوتا تو کہنے کے طریق سے بھی انسان کی عملی زندگی میں بہت بڑا فرق پیدا ہو جاتا ہے۔ وہ کتابیں مقرر ہوتی ہیں جن سے پرائمری کا امتحان پاس کیا جا سکتا ہے۔ وہ کتابیں مقرر ہوتی ہیں جن سے مڈل اور انٹرنس اور ایف اے اور بی اے کے امتحانات پاس کئے جا سکتے ہیں لیکن پڑھانے والوں کے نقص یا اُن کی خوبی کی وجہ سے بعض کے شاگرد بالکل نالائق رہتے ہیں اور بعض کے شاگرد اعلےٰ درجہ کی قابلیت حاصل کر لیتے ہیں تو صرف اتنا ہی ضروری نہیں کہ ہم یہ سمجھ لیں کہ ہمنے کچھ کہنا ہے۔ بلکہ اسکے ساتھ ہی ہمیں یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ ہم نے جو کچھ کہنا ہے وہ کس طرح کہنا ہے اور وہ طریق ہمارے فرائض کی ادائیگی میں ممد ہو سکتے ہیں یا نہیں۔ یہی دو چیزیں ہیں جن کو گذشتہ تقاریر میں مختلف پیرائیوں میں مَیں نے خدام الاحمدیہ کے سامنے رکھا۔ اور یہی وہ چیز ہے جسے آج میں پھر خدام الاحمدیہ کے سامنے بیان کرنا چاہتا ہوں۔ جس طرح پرانی شراب نئی بوتلوں میں پیش کی جاتی ہے۔ تاکہ لوگوں کے لئے وہ دلکشی اور جاذبیت کا موجب ہو سکے اسی طرح آج میں اسی پرانی شراب کو جسے مَیں بارہا پیش کر چکا ہوں۔

Digitized By Khilafat Library Rabwah

نئی بولوں میں تمہارے سامنے رکھ رہا ہوں۔ یہ امر اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ جب تک خدام الاحمدیہ کے کارکن اور

خدام الاحمدیہ کے تمام رکن

اس بات کو مدنظر نہیں رکھیں گے کہ ہم نے کیا کہنا ہے۔ اور پھر جو کچھ کہنا ہے۔ اس کے متعلق تمام خدام کے ذہنوں میں یہ امر مستحضر نہیں ہوگا۔ کہ اسے کس طرح کہنا ہے۔ اس وقت تک اس انسٹی ٹیوٹ اور اس محکمہ یا ادارہ کی کامیابی قطعاً غیر یقینی اور شکی ہوگی۔ بلکہ بعض صورتوں میں یہ لاعلمی نہائت خطرناک نتائج پیدا کرنے کا موجب بن سکتی ہے۔ اگر ہماری جماعت کے نوجوانوں کو یہ معلوم ہی نہ ہو۔ کہ انہوں نے کیا کہنا ہے۔ تو وہ قومی خیالات کو مٹانے والے ہوں گے۔ اور اگر انہیں یہ معلوم نہیں ہوگا کہ انہوں نے جو کچھ کہنا ہے وہ کس طرح کہنا ہے۔ اور اس کے پیش کرنے کا صحیح طریق کیا ہے۔ تب بھی جس مقصد کو لے کر وہ کھڑے ہوئے ہیں۔ اس کو وہ قائم نہیں کر سکتے۔ جس طرح چھت پر پڑے ہوئے پانی کو نکالنے کے لئے جب صحیح راستہ اختیار نہیں کیا جاتا۔ تو وہ چھت میں سوراخ بنا کر مکان کو گرانے کا موجب بن جاتا ہے اسی طرح اگر نوجوانوں کو یہ معلوم نہ ہو۔ کہ انہوں نے جو کچھ کہنا ہے وہ کس طرح کہنا ہے۔ تو اس وقت تک بھی وہ

قوم کی صحیح خدمت

کبھی سر انجام نہیں دے سکتے۔ پس یہ دونوں باتیں خدام الاحمدیہ کے لئے ضروری ہیں۔ ان کے لئے ضروری ہے کہ انہیں اسلام کی مکمل واقفیت ہو۔ اور ان کے لئے ضروری ہے۔ کہ انہیں اسلام کو پیش کرنے کا صحیح طریق معلوم ہو۔ کیونکہ حقیقت یہی ہے کہ ہم نے جو کچھ کہنا ہے۔ وہ سب کا سب اسلام میں بیان ہو چکا ہے۔ اگر خدام الاحمدیہ اسلام کے مفہوم اور اس کی تعلیم کو اچھی طرح سمجھ لیں۔ تو ان کے لئے کسی اور چیز کی ضرورت ہی نہیں رہ سکتی۔ کیونکہ اسلام حاوی ہے تمام اعلیٰ تعلیموں پر۔ اور جو شخص اسلام کی تعلیم سے مکمل طور پر آگاہ ہو اسے یہ بتانے کی ضرورت نہیں رہتی۔ کہ اس نے دُنیا سے کیا کہنا ہے۔ پس

اصل چیز اسلام ہی ہے

اگر ہم اس کا نام احمدیت رکھتے ہیں۔ تو اس لئے نہیں کہ احمدیت اسلام کے علاوہ کوئی اور چیز ہے۔ بلکہ اسلام کا نام ہم احمدیت اس لئے رکھتے ہیں۔ کہ لوگوں نے اسلام کو ایک غلط رنگ دے دیا تھا۔ اور ضروری تھا کہ اسلام کے غلط مفہوم کو واضح کرنے اور اسلام کی حقیقت کو روشن کرنے کے لئے کوئی

امتیازی نشان

قائم کیا جاتا۔ اور وہ امتیازی نشان احمدیت کے نام کے ذریعہ قائم کیا گیا ہے۔ ورنہ اسلام کا ایک شوشہ بھی ایسا نہیں جسے کوئی شخص بدل سکے۔ بلکہ ایک شوشہ تو کیا ایک زبر اور ایک زیر بھی ایسی نہیں۔ جو تبدیل کی جاسکے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو کچھ فرمایا وہ سب کا سب خدا کے کلام اور رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے کلام سے ماخوذ ہے۔ بلکہ نہ صرف آپ نے جو کچھ کہا وہ قرآن اور حدیث سے ماخوذ ہے۔ بلکہ آپ نے وہی کچھ کہا جو قرآن کریم میں موجود ہے۔ اور وہی کچھ کہا جو حدیث میں موجود ہے۔ بلکہ حق یہ ہے کہ اگر

قرآن اور احادیث

میں بیان کردہ اسلامی تعلیم سے الگ ہو کر ایک شوشہ بھی بیان کیا جائے۔ بلکہ ایک زبر اور ایک زیر کا بھی اضافہ کیا جائے۔ تو وہ یقیناً کفر ہوگا الحاد ہوگا اور اس کی اشاعت سے دنیا میں علم نہیں پھیلے گا۔ بلکہ جہالت اور بے دینی میں ترقی ہوگی۔ پس ہمارے لئے ضروری ہے کہ

ہم قرآنی تعلیم کو سمجھیں

اور اس کو اپنے دلوں اور دماغوں میں پوری مضبوطی سے قائم کریں۔ میں نے کہا تھا کہ ہر احمدی نوجوان کا یہ فرض ہے۔ کہ وہ قرآن کریم کا ترجمہ جانتا ہو۔ اصل میں تو یہ

ہر احمدی نوجوان کا فرض

ہے۔ کہ وہ عربی جانتا ہو۔ لیکن کم سے کم اتنا تو اسے معلوم ہونا چاہیئے کہ قرآن کریم میں کیا لکھا ہے۔ اور خدا ہم سے کن باتوں کا مطالبہ کرتا ہے۔ عربی جاننے سے یہ سہولت حاصل ہو جاتی ہے۔ کہ قرآن کریم کا ترجمہ اور اس کا مفہوم سمجھنے کی منزلیں جلد طے ہو جاتی ہیں۔ لیکن اگر کوئی شخص زیادہ عربی نہ جانتا ہو۔ تو اسے کم سے کم اتنی عربی تو ضرور آنی چاہیئے۔ کہ قرآن کریم کے ترجمہ کو وہ سمجھ سکے۔ میں نے ۱۹۴۲ء کے اجتماع کے موقعہ پر سوال کیا تھا کہ کتنے خدام ہیں جنہیں قرآن کریم کا سارا ترجمہ آتا ہے۔ اس وقت سات آٹھ سو میں سے قادیان کے خدام میں سے ۱۵۲ اور بیرونی خدام میں سے ۳۲ کھڑے ہوئے تھے۔ (الفضل ۸ نومبر ۱۹۴۲ء) اب میں دو سال کے بعد پھر یہی سوال کرتا ہوں۔ میرے اس سوال کے مہمان مخاطب نہیں۔ بلکہ صرف

خدام اور اطفال مخاطب ہیں

جو خدام اور اطفال اس وقت پہرے پر یا کسی اور ڈیوٹی پر مقرر ہیں وہ بیٹھ جائیں تاکہ تعداد شمار کرنے میں کوئی غلطی نہ ہو۔ (حضور کے اس ارشاد پر سب بیٹھ گئے تو حضور نے فرمایا۔) قادیان کے خدام الاحمدیہ یا اطفال احمدیہ کے وہ ممبر جو قرآن کریم کا سارا ترجمہ پڑھ چکے ہیں کھڑے ہو جائیں (حضور کے اس ارشاد پر ۱۸۸ دوست کھڑے ہوئے) حضور نے فرمایا۔ بیرونی خدام کو شامل کر کے ساری تعداد ایک ہزار کے قریب ہے۔ پس اس کے معنے یہ ہوئے کہ قادیان کے خدام میں سے قریباً اکیس فی صدی نوجوان قرآن کا ترجمہ جانتے ہیں اس کے بعد فرمایا۔ اب جو دوست باہر سے بطور نمائندہ آئے ہوئے ہیں۔ اور جن کی تعداد ایک سو ہے۔ ان میں سے جنہوں نے سارا قرآن ترجمہ سے پڑھا ہوا ہے۔ وہ کھڑے ہو جائیں (۲۳ دوست کھڑے ہوئے) فرمایا یہ تعداد قادیان والوں سے بھی زیادہ رہی ہے۔ صرف اتنا فرق ہے کہ قادیان والوں میں ۲۷۰ کے قریب اطفال بھی ہیں۔ سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے حضور نے فرمایا۔ یہ تعداد بھی

نہائت افسوسناک

ہے۔ قرآن شریف ہی تو وہ چیز ہے۔ جس پر ہمارے دین کی بنیاد ہے۔ اگر ہمارے چندہ نوجوانوں میں سے بھی صرف ۲۰ فیصدی قرآن جانتے ہوں۔ اور ۸۰ فی صدی قرآن نہ جانتے ہوں تو اس کے معنے یہ بنتے ہیں کہ اگر ہم ساروں کو شامل کر لیں۔ تو غالباً ۴-۵ فیصدی نوجوان ایسے نکلیں گے جو قرآن کو جانتے ہونگے۔ اور پچانوے فی صدی ایسے نوجوان نکلیں گے۔ جو قرآن کا ترجمہ نہیں جانتے ہونگے۔ تم خود ہی سوچ لو۔ جس قوم کے صرف ۴-۵ فیصدی نوجوان قرآن کریم کا ترجمہ جانتے ہوں۔ اور ۹۵ فی صدی نہ جانتے ہوں۔ کیا اس کی کامیابی کی کوئی بھی صورت ہو سکتی ہے۔ ہم اپنی قوت واہمہ کو کتنا ہی وسیع کر لیں۔ اور اس وہم کو شک بلکہ خیال فاسدہ کی حد تک لے جائیں۔ تب بھی جس قوم کے

پچانوے فیصدی افراد

قرآن نہ جانتے ہوں۔ اور صرف ۵ فیصدی قرآن کا ترجمہ جانتے ہوں۔ اس کی ترقی اور کامیابی کی کوئی صورت انسانی واہمہ اور خیال میں بھی نہیں آسکتی۔ میں نے بارہا توجہ دلائی ہے۔ کہ جب تک قرآن کریم سے ہر چھوٹے بڑے کو واقف نہیں کیا جاتا۔ اس وقت تک ہمیں اپنی کامیابی کی کوئی امید نہیں رکھنی چاہیئے۔ اور اگر ہم رکھتے ہیں۔ تو ہم ایک ایسا نقطہ نگاہ اپنے سامنے رکھتے ہیں۔ جو عقلمندوں کا نہیں بلکہ مجنونوں اور پاگلوں کا ہوتا ہے۔ آج میں اس امر کی طرف جماعت کو پھر توجہ دلاتا ہوں۔ اور نوجوانوں کو خصوصیت کے ساتھ یہ نصیحت کرتا ہوں۔ کہ انہیں

قرآن کریم کا ترجمہ سیکھنے کی جلد سے جلد کوشش کرنی چاہیئے

میں نے اعلان کیا تھا۔ کہ جو انجمنیں قرآن کریم کا ترجمہ پڑھنے کی خواہش کریں گی۔ اور وہ اپنی اس خواہش سے ہمیں اطلاع دیں گی۔ ان کو مرکز کی طرف سے قرآن کریم پڑھانے والے بھجوا دیئے جائیں گے۔ مگر تجربہ سے یہ طریق کامیاب ثابت نہیں ہوا۔ اس لئے اب میں یہ ہدایت دیتا ہوں۔ کہ ہر سال مرکز کیطرف سے باہر سے آنے والے خدام کو

قرآن کریم کا ترجمہ پڑھانے کا انتظام

کیا جائے۔ اور ہر جماعت کو مجبور کیا جائے کہ وہ اپنا ایک ایک نمائندہ یہاں تعلیم حاصل کرنے کے لئے بھیجے۔ یہاں ان کو قرآن کریم کا ترجمہ پڑھانے کا باقاعدہ انتظام کیا جائے گا۔ اور اس کے بعد ان کو اس امر کا ذمہ وار قرار دیا جائے گا۔ کہ وہ باہر اپنی اپنی جماعتوں میں قرآن کریم کا درس جاری کریں۔

Digitized By Khilafat Library Rabwah

اور جن کو قرآن کریم کا ترجمہ نہیں آتا اُن کو قرآن کریم کا ترجمہ پڑھائیں۔ یہاں تک کہ ہماری جماعت میں کوئی ایک فرد بھی ایسا نہ رہے نہ بچہ نہ جوان نہ بوڑھا جسے قرآن کریم کا ترجمہ نہ آتا ہو۔ پس آج میں یہ

نئی ہدایت

دیتا ہوں کہ ہر خدام الاحمدیہ کی جماعت میں سے ایک ایک نمائندہ قرآن کریم کے اس درس میں شامل ہونے کے لئے بلوایا جائے تاکہ وہ اور لوگوں کو اپنی جماعت میں تعلیم دے سکیں۔ میں ابھی یہ نہیں کہتا کہ جبرًا ہر جماعت میں سے ایک ایک نمائندہ بلوایا جائے۔ مگر میں یہ ضرور کہتا ہوں کہ مرکز کو اتنی کوشش ضرور کرنی چاہئے جو جبر کے قریب قریب ہو۔ گویا جبر بھی نہ ہو۔ اور معمولی کوشش بھی نہ ہو بلکہ

پوری کوشش کی جائے

کہ ہر جماعت کے نمائندے قادیان بلوائے جائیں اور اُن کو قرآن کریم کا ترجمہ پڑھایا جائے اس غرض کے لئے ہر سال ایک ماہ کی مدت کافی ہے۔ اس ایک مہینہ میں باہر سے آنیوالے نمائندگان کو قرآن کریم پڑھانے کے لئے جماعت کے چوٹی کے علماء مقرر کئے جاسکتے ہیں۔ اور خدام الاحمدیہ اگر چاہیں تو اس بارہ میں مجھ سے مدد لے سکتے ہیں۔ ہم اس

ایک مہینہ کے درس کے لئے

اُنہیں اپنی جماعت کے چوٹی کے عالم دے دینگے جو آنے والوں کو قرآن کریم پڑھا دینگے یہ ضروری نہیں کہ پہلے سال میں اُنہیں قرآن کریم کا مکمل ترجمہ پڑھا دیا جائے اگر ایک مہینہ میں دس یا پندرہ سپارے بھی پڑھائے جاسکیں تو اگلے ایک یا دو سالوں میں وہ سارا ترجمہ پڑھ سکتے ہیں۔ اس طرح اللہ تعالےٰ کے فضل سے دو تین سال کے اندر اندر ہر جماعت میں ایسے آدمی پیدا ہو جائیں گے جو قرآن کریم کو اچھی طرح جانتے ہوں گے اور دوسروں کو بھی قرآن کریم پڑھا سکیں گے قرآن کریم کے ترجمہ اور اس کے مفہوم کو سمجھنے کے لئے

کسی قدر صرف و نحو

کی بھی ضرورت ہوا کرتی ہے۔ اس غرض کے لئے ایک کورس مقرر کر دیا جائے گا۔ تاکہ وہ صرف و نحو سے بھی واقف ہو جائیں ممکن ہے صرف و نحو کے اس کورس کی وجہ سے قرآن کریم کا ترجمہ زیادہ نہ پڑھایا جاسکے۔ لیکن اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ آئندہ سالوں میں صرف و نحو جاننے کی وجہ سے وہ زیادہ عمدگی سے قرآن کریم کا بقیہ حصہ پڑھ سکیں گے اور زیادہ عمدگی سے دوسروں کو پڑھا سکیں گے۔ جب تک تھوڑی بہت صرف نحو نہ آتی ہو اُس وقت تک دوسروں کو پڑھانا آسان نہیں بلکہ مشکل ہوتا ہے۔

میری

دوسری ہدایت

تعلیمی نقطۂ نگاہ سے یہ ہے۔ کہ خدام الاحمدیہ کا نہ صرف قرآن کے ترجمہ سے بلکہ بعض اور دینی علوم سے بھی واقف ہونا ضروری ہے مگر وہ علوم آہستہ آہستہ ہی حاصل ہوسکتے ہیں۔ فوری طور پر اُن کا حاصل ہونا ناممکن ہے۔ اور اصل بات تو یہ ہے کہ سارے علوم قرآن کریم میں پائے جاتے ہیں۔ اگر انسان کو قرآن کا صحیح علم ہو تو اُسے اور علوم خود بخود حاصل ہو جاتے ہیں۔ اور اسی مقصد کے لئے میں نے یہ ہدایت دی ہے۔ کہ ہر سال یہاں بیرونی جماعتوں سے آنے والے نمائندگان کو قرآن پڑھانے کا انتظام ہونا چاہئے۔ مگر جب تک یہ سکیم مکمل نہیں ہوتی اور جب تک دو تین سال کے بعد یہاں سے تعلیم حاصل کرکے لوگ

اپنی اپنی جماعتوں میں درس

شروع نہیں کر دیتے اُسوقت تک ضروری ہے کہ دینی علوم سے جماعت کے لوگوں کو واقف رکھنے کے لئے بعض اور ذرائع پر بھی عمل کیا جائے۔ جب اُنہیں دینی لحاظ سے مکمل واقفیت حاصل ہو جائے گی تو اس کے بعد یہ سوال پیدا ہوگا۔ کہ انہوں نے جو کچھ سیکھا ہے اُسے لوگوں کے سامنے کس طرح پیش کرنا چاہئے۔ خدام الاحمدیہ نے دینی واقفیت بڑھانے کے لئے کچھ عرصہ سے ایک طریق جاری کیا ہوا ہے جو بہت مفید ہے۔ اور وہ طریق یہ ہے کہ ہر سال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابوں میں سے کسی کتاب کا یا میری لکھی ہوئی کتابوں میں سے کسی ایک کتاب کا وہ امتحان لیتے ہیں۔ یہ طریق یقینًا مفید ہے۔ اور اس میں شامل ہوکر ہر شخص اپنے دینی معلومات میں بہت کچھ اضافہ کر سکتا ہے۔ اس کے علاوہ میں آجکل حدیث کی ایک نئی کتاب مرتب کرا رہا ہوں۔ جس میں ایک ہزار حدیثیں جمع ہوں گی۔ آٹھ سو حدیثیں منتخب کی جاچکی ہیں۔ صرف دو سو حدیثیں باقی ہیں۔ اُن کا بھی انشاء اللہ جلدی انتخاب کر لیا جائے گا۔ اور پھر اس کتاب کو شائع کرکے اسے مدرسہ احمدیہ کے نصاب میں شامل کر دیا جائے گا۔ حدیث کی اس کتاب کا امتحان ہر خادم کے لئے لازمی قرار دیا جائے تاکہ ہم میں سے ہر شخص کو معلوم ہو کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہماری عملی زندگی کے متعلق کیا ہدایات دی ہیں۔ جس طرح میری سکیم کے ماتحت آئندہ قرآن کریم کا درس ہوا کرے گا۔ اسی طرح حدیث کی اس کتاب کو بھی انشاء اللہ پڑھایا جائیگا۔ تاکہ حدیث سے بھی ہر شخص کو مس اور موانست پیدا ہو جائے۔ گویا دینی واقفیت کے لئے یہ

تین چیزیں ضروری ہیں

اوّل قرآن کریم کا ترجمہ۔ دوم حدیث اور سوم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب۔ حدیث کی واقفیت کے لئے میں نے بتایا ہے کہ کتاب لکھی جارہی ہے۔ اور عنقریب چھپنے والی ہے۔ ہر خادم کے لئے اُس کتاب کا پڑھنا اور پھر اُس کتاب کے امتحان میں شامل ہونا لازمی ہوگا۔ کیونکہ اُس کتاب میں ایسی ہی حدیثیں جمع کی گئی ہیں۔ جو اعلےٰ درجہ کے کیریکٹر کے متعلق ہیں یا انسانی فرائض اور ذمہ داریوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ اور یا پھر ہمارے عقائد کے متعلق ہیں۔ اکثر حدیثیں منتخب کر لی گئی ہیں۔ صرف تھوڑا سا حصہ باقی ہے۔ جس کے متعلق میں امید کرتا ہوں کہ وہ بھی جلد پورا ہو جائے گا۔ اس کے علاوہ میری یہ بھی خواہش ہے۔ کہ علماء کی مجلس سے مشورہ لے کر ایک مختصر کورس شائع کیا جائے جو

عقائد، فقہ اور اخلاق

پر مشتمل ہو یعنی کتاب تو ایک ہو مگر اُس کا ایک باب علم العقائد کے متعلق ہو۔ ایک باب علم الاعمال کے متعلق ہو جس میں فقہی کتابوں سے موٹے موٹے عنوانات لے لئے جائیں اور اُن کے متعلق جو ضروری مسائل ہیں وہ جمع کر دیئے جائیں اور تیسرا حصہ علم الاخلاق کے متعلق ہو جس میں یہ بتایا گیا ہو کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اخلاق کے متعلق کیا تعلیم دی ہے۔ میرا منشاء یہ ہے۔ کہ ایک مختصر سی کتاب تیار ہو جائے جو اڑھائی تین سو صفحوں سے زائد نہ ہو اور جس میں یہ تینوں باب الگ الگ ہوں تاکہ پڑھنے اور یاد کرنے میں سہولت ہو۔ اور پھر اس کورس کا بھی ہر خادم کے لئے پڑھنا ضروری قرار دیا جائے۔ دوسرا حصہ یہ ہے۔ کہ ہم نے جو کچھ کہنا ہے۔ اس کے متعلق ہمیں یہ معلوم ہونا چاہئے کہ

ہم نے کس طرح کہنا ہے

درحقیقت ہمارے اخلاق کبھی بھی درست نہیں ہوسکتے جب تک ہم اس امر کو اچھی طرح ذہن نشین نہیں کر لیتے کہ ہمیں دوسرے سے کوئی بات کس طرح کہنی چاہئے۔ مگر یہ امر یاد رکھو کہ کہنا چاہئے میں کرنا چاہئے بھی شامل ہے۔ جس طرح ہم نے "کیا کہنا ہے" میں "کیا کرنا ہے" بھی شامل ہے۔ اسی طرح "کس طرح کہنا چاہئے" میں "کس طرح کرنا چاہئے" بھی شامل ہے۔ اِس کی طرف بھی بہت بڑی توجہ کی ضرورت ہے۔ علمی حصّہ کی کمی بعض اور ذرائع سے بھی پوری ہوتی رہتی ہے۔ مثلاً سلسلہ کی طرف سے مختلف کتابیں چھپتی رہتی ہیں۔ اخبار شائع ہوتا ہے۔ اور اس طرح علمی لحاظ سے جماعت کے سامنے ہمیشہ مفید معلومات پیش ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن ہم نے جو کچھ کہنا ہے۔ وہ کس طرح کہنا چاہئے اور کس طرح کرنا چاہئے اس کی

خالص ذمہ داری خدام الاحمدیہ پر

عاید ہوتی ہے۔ مگر میں دیکھتا ہوں اس لحاظ سے ابھی بہت بڑی کمزوری پائی جاتی ہے۔ مثلاً عملی لحاظ سے تبلیغ ہمارا سب سے اہم فرض ہے۔ مگر تبلیغ اچھی طرح تبھی ہوسکتی ہے۔ جب تبلیغ کرنے والے کا عملی نمونہ اعلےٰ درجہ کا ہو مگر میں نے دیکھا ہے۔ ابھی تک اس قسم کی

شکائتیں

آتی رہتی ہیں کہ نوجوان جب کہیں باہر سفر پر جاتے ہیں تو اُن میں سے بعض ریلوں کے ٹکٹ نہیں لیتے۔ بعض غلط ڈبّوں میں بیٹھ جاتے ہیں یا دوسروں سے دوستی پیدا کرکے سینما دیکھنے چلے جاتے ہیں۔ یا آپس میں کسی بات پر اختلاف ہو جائے تو جلدی غصّہ میں آجاتے ہیں یا جلدی لڑائی شروع کر دیتے ہیں یا اگر انہیں قاضی کے سامنے کسی معاملہ میں بیان دینا پڑے اور وہ بیان اُن کے کسی دوست کیخلاف پڑتا ہو یا اُنکے ماں باپ اور رشتہ داروں کیخلاف پڑتا ہو تو وہ غلط بیانی سے کام لیتے ہیں۔ یا اگر اُنہیں کسی ذمہ داری کے کام پر مقرر

Digitized By Khilafat Library Rabwah

کیا جائے تو پوری طرح اپنی ذمہ داری کو ادا نہیں کرتے یا اگر روپیہ اُن کے ہاتھ میں دیا جائے۔ تو وہ دیانت دار ثابت نہیں ہوتے چنانچہ اس قسم کی شکایات میرے پاس کثرت کے ساتھ پہنچتی رہتی ہیں۔ اور میں نہیں سمجھتا کہ خدام الاحمدیہ کے قیام کی وجہ سے ان شکایتوں میں کوئی کمی آئی ہو۔ حالانکہ اصل کام یہی ہے کہ خدام الاحمدیہ کے عہدہ دار

نوجوانوں کے اخلاق کی نگرانی

رکھیں۔ اور اُن کو اسلامی رنگ میں رنگین کرنے کی کوشش کریں۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ وہ تعلیمی حصہ کی طرف توجہ نہ کریں یا اس میں سستی اور غفلت سے کام لیں۔ میرا مطلب یہ ہے۔ کہ تعلیمی حصّہ بعض اور ذرائع سے بھی جماعت کے سامنے بار بار آتا رہتا ہے۔ مگر عملی نگرانی کا کام سست ہے۔ یعنی ہم نے جو کچھ کہنا ہے۔ اسے کس طرح کہنا چاہیئے۔ اور جو کچھ کرنا ہے وہ کس طرح کرنا چاہیئے۔ یہ کام ہے جو خدام الاحمدیہ کا ہے۔ پس اُس کے

ہر فرد کو یہ معلوم ہونا چاہیئے

کہ وہ کون سے اخلاق ہمیں اپنے اندر پیدا کرنے چاہئیں۔ جن کے بعد ہم اپنی تعلیم دنیا تک صحیح رنگ میں پہنچا سکتے ہیں۔ اگر ہمارے اندر سچائی نہیں۔ اگر ہمارے اندر دیانت نہیں اگر ہمارے اندر محنت کی عادت نہیں۔ اگر ہمارے اندر عقل نہیں۔ اگر ہمارے اندر عزم نہیں اگر ہمارے اندر قربانی اور ایثار کا مادہ نہیں تو ہم اپنے پیغام کو خواہ کتنے ہی شاندار الفاظ میں دنیا کے سامنے پیش کریں۔ اور خواہ کس قدر اس کی تشریح اور تفصیل بیان کریں۔

ہرگز ہرگز اور ہرگز

ہم دنیا پر غالب نہیں آ سکتے۔ اور ہماری ناکامی اور نامرادی اور شکست میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا۔ پس ضروری ہے کہ اس پہلو کو نمایاں کیا جائے۔ اور نوجوانوں کے اخلاق کی نگرانی رکھی جائے۔ جہاں وہ لوگ جو بڑی عمر کے ہیں۔ اُن کے لئے ضروری ہے کہ وہ علمی پہلو کو نمایاں کریں۔ وہاں خدام الاحمدیہ کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ عملی پہلو کو نمایاں کریں۔ کیونکہ آئندہ تمام کام نوجوانوں کو ہی کرنا پڑے گا۔ پس خدام الاحمدیہ کی نگرانی کی جائے۔

اور ان میں قوت عملیہ پیدا کی جائے مجھے افسوس کے ساتھ بیان کرنا پڑتا ہے کہ نوجوانوں کے متعلق مجھے بعض

نہایت ہی تلخ تجارب

ہوئے ہیں۔ شاید اللہ تعالیٰ کی حکمت کے ماتحت سندھ کی زمینوں کا کام اسی لئے میں نے اپنے ذمہ لے لیا تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ سے مجھ پر اپنی جماعت کے نوجوانوں کے اخلاق کی حقیقت منکشف کرنا چاہتا تھا۔ باوجود اس کے مجھے فرصت نہیں تھی۔ اور باوجود اس کے کہ اور کاموں کے علاوہ تحریک جدید کا بوجھ بھی مجھ پر پڑا ہوا تھا۔ پھر بھی میں نے سندھ کی زمینوں کا کام اپنی نگرانی میں لے لیا۔ اور مجھے نہایت ہی افسوس کے ساتھ معلوم ہوا کہ ابھی تک دیانت بھی بعض احمدیوں میں نہیں پائی جاتی۔ اور ابھی تک کام کرنے کا صحیح مفہوم بھی کئی نوجوان نہیں جانتے۔ ایسے ایسے آدمی بھی ہماری جماعت میں ہیں۔ کہ اگر اُن کو آزاد چھوڑ دیا جائے۔ تو وہ چوبیس گھنٹوں میں سے ایک گھنٹہ بھی اپنا فرض منصبی ادا کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے اور ایسے بھی ہیں جو سلسلہ کی ضروریات کے لئے اپنے اوقات کی ادنیٰ سے ادنیٰ قربانی کرنے کے لئے بھی تیار نہیں ہوتے چنانچہ ایسی مثالیں موجود ہیں کہ باوجود اس کے کہ

سلسلہ کے نفع اور نقصان کا سوال

درپیش تھا۔ بعض نوجوان چھ سات گھنٹے کام کرنے کے بعد گھروں میں بیٹھ گئے۔ اور سلسلہ کا دس بیس ہزار روپیہ کا نقصان ہو گیا۔ ان میں وہ بھی شامل ہیں جو مجاہد کہلاتے ہیں۔ اور وہ بھی شامل ہیں جو مجاہد تو نہیں کہلاتے مگر عام خدام میں سے ہیں۔ پس یہ حصہ نہایت ضروری ہے۔ اور قوم کے نوجوانوں میں محنت سے کام کرنے کی عادت پیدا کرنا خدام الاحمدیہ کا اہم فرض ہے۔ مرکزی کارکنوں کو چاہیئے کہ وہ ایسے طریق ایجاد کریں جن سے انہیں معلوم ہو سکے کہ ہر احمدی جو مجلس خدام الاحمدیہ کا ممبر ہے۔ وہ کیا کام کرتا ہے۔ اور اگر

کسی کے متعلق معلوم ہو کہ وہ کوئی کام نہیں کر رہا۔ تو اُسے کسی نہ کسی کام پر مجبور کیا جائے۔ اسی طرح آپ لوگوں کو سکولوں اور بورڈنگوں وغیرہ کا معائنہ کر کے افسروں کے ساتھ تعاون کرنا چاہیئے اور ایسی سکیمیں سوچنی چاہئیں جن سے لڑکے

پڑھائی میں غفلت

نہ کریں۔ اسی طرح کھیل کود میں بھی وہ باقاعدگی سے حصہ لیں۔ آپ لوگوں کو اس امر کی نگرانی رکھنی چاہیئے کہ کسی محلہ میں کوئی لڑکا آوارہ نہ پھرے۔ آپ لوگوں کو اس امر کی نگرانی رکھنی چاہیئے کہ کون کون سے نوجوان ہیں۔ جو لغو باتیں کرنے کے عادی ہیں۔ اور پھر ان

نوجوانوں کی اصلاح کی کوشش

کرنی چاہیئے۔ آپ لوگوں کو اس امر کی نگرانی رکھنی چاہیئے کہ دوکانوں پر خرید فروخت کرتے ہوئے

دوکاندار اور تاجر

دیانت داری سے کام لیتے ہیں۔ یا نہیں اسی طرح اور معاملات میں اُن کی دیانت اور امانت کا کیا حال ہے۔ یہ تمام امور ایسے ہیں۔ جنکی نگرانی رکھنا خدام الاحمدیہ کا کام ہے۔ مگر اب تک اس لحاظ سے خدام الاحمدیہ نے اپنی ذمہ داری کو پوری طرح محسوس نہیں کیا۔ میرے پاس رپورٹیں پہنچ رہی ہیں۔ کہ کئی مہینوں سے

قادیان میں بلیک مارکیٹ

جاری ہے۔ اور دوکاندار دھوکا سے گراں قیمت پر اپنی اشیاء فروخت کرتے رہتے ہیں۔ اگر کوئی شخص دوکان پر گاہک بنکر آئے۔ تو وہ انکار کر دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہمارے پاس فلاں چیز نہیں ہے لیکن اگر وہ ایک کی بجائے دو روپے دے دے تو چوری چھپے وہ اُسے چیز لا کر دے دیتے ہیں۔ مگر باوجود اس کے کہ خدام الاحمدیہ کا نظام اتنا وسیع بنا دیا گیا ہے کہ ہر پندرہ سے چالیس سالہ عمر کے نوجوان کا اس مجلس میں شامل ہونا لازمی ہے۔ پھر بھی اس حرکت کا انسداد نہیں کیا گیا۔ بلکہ جیسا کہ مجھے بتایا گیا ہے۔ کئی مہینوں سے قادیان میں ایسا ہو رہا ہے

مجھے بتایا گیا ہے کہ قادیان میں

مجلس خدام الاحمدیہ کے آٹھ سو ممبر

ہیں۔ میں اس تعداد کو مدنظر رکھتے ہوئے کہتا ہوں اگر مجلس خدام الاحمدیہ اپنے فرائض کو پوری خوش اسلوبی سے ادا کر رہی ہوتی۔ اور اگر اس کے آٹھ سو جاسوس قادیان کے گلی کوچوں میں موجود ہوتے۔ تو کیا یہ ممکن تھا کہ ان آٹھ سو جاسوسوں کے ہوتے ہوئے قادیان میں بلیک مارکیٹ جاری رہتی اور دھوکا بازی سے گراں قیمت پر اشیاء فروخت ہوتی رہتیں۔ دو صورتوں میں سے ایک صورت ضرور ہے یا تو ان آٹھ سو جاسوسوں میں سے ایک حصہ کو اپنی قوم کا غدّار کہنا پڑے گا۔ اور یا یہ ماننا پڑے گا۔ کہ اُن کو اپنے فرائض سے ایسا غافل رکھا گیا ہے کہ انہیں اتنا بھی معلوم نہیں کہ اُنہیں کام کس طرح کرنا چاہیئے۔ ورنہ اگر یہ بات ہو رہی ہے۔ اور جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ کچھ عرصہ سے قادیان کے دوکانداروں میں یہ عادت پیدا ہو گئی ہے اور دوسری طرف قادیان میں مجلس خدام الاحمدیہ کے آٹھ سو یا آٹھ سو پچاس جاسوس موجود ہوتے۔ تو یہ نا ممکن تھا کہ ان کی موجودگی میں یہ بات جاری رہتی۔ میں جاسوس کا لفظ ان کی اہمیت کو نمایاں کرنے کے لئے استعمال کر رہا ہوں۔

ورنہ جاسوس کا لفظ

جس قسم کے لوگوں کے لئے آجکل استعمال کیا جاتا ہے۔ اس قسم کی جاسوسی اسلام میں منع ہے میں نے صرف ان کے فرائض پر زور دینے کے لئے یہ لفظ استعمال کیا ہے۔ ورنہ صحیح الفاظ یوں ہیں کہ اگر احمدیت کے اخلاق کے آٹھ سو نمائندے قادیان میں موجود ہوتے۔ اور کوئی گھر ایسا نہ ہوتا جس میں ایک نمائندہ موجود نہ ہوتا یا اگر کوئی ایک گھر خالی ہوتا تو اس کے قریب کے گھر میں

اخلاق احمدیت کا نمائندہ

موجود ہوتا۔ تو اس قسم کے حالات کے پیدا ہونے پر اُن میں سے ہر شخص آگے بڑھتا اور کہتا میں اپنے باپ کے خلاف شہادت دیتا ہوں یا اپنے چچا کے خلاف شہادت دیتا ہوں۔ یا اپنے دوست کے خلاف شہادت دیتا ہوں کہ وہ گراں قیمت پر چوری چھپے اشیاء فروخت کر رہا ہے جس طرح قرآن کریم نے کہا ہے کہ اگر تمہیں اپنے باپ یا اپنی ماں یا بھائی یا اپنے کسی اور رشتہ دار کے خلاف گواہی دینی پڑے۔ تو تم

Digitized By Khilafat Library Rabwah

خدا تعالیٰ کی رضا کیلئے

نڈر ہو کر گواہی دے دو۔ اور رشتہ داری کی کوئی پرواہ نہ کرو۔ اسی طرح اگر خدام خلق یہ جذبہ اپنے اندر پیدا کر چکے ہوتے۔ تو ہر محلہ میں سے ایسے نوجوان نکل کر کھڑے ہو جاتے۔ جو ہمارے پاس آکر کہتے۔ ہمارے باپ کے پاس فلاں چیز موجود ہے۔ مگر وہ دوکان پر تو یہ کہہ دیتا ہے کہ میرے پاس نہیں۔ لیکن جب کوئی چوری چھپے زیادہ قیمت دے دیتا ہے۔ تو اسے وہ چیز دے دیتا ہے اسی طرح کوئی اور نوجوان نکلتا اور کہتا۔ کہ میری ماں جو کپڑا بیچا کرتی ہے۔ وہ دوکان پر تو یہ کہہ دیتی ہے۔ کہ میرے پاس فلاں کپڑا نہیں ہے۔ لیکن جب کوئی گھر میں آکر زیادہ قیمت دے دیتا ہو تو اس قیمت پر وہ کپڑا نکال کر اسے دے دیتی ہے۔ اگر خدام الاحمدیہ نے اپنے فرائض کو ادا کیا ہوتا۔ اور اگر ہر نوجوان کے دل میں اخلاق کی اہمیت کو قائم کیا ہوتا۔ تو ہمیں آج اپنے اندھیری نظارہ نظر آتا۔ جو

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مجلس

میں صحابہؓ کے اخلاق کا نظر آیا کرتا تھا۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں ایک دفعہ ایک منافق نے کہہ دیا۔ کہ مدینہ چل لینے دو۔ وہاں سب سے زیادہ معزز آدمی یعنی نعوذ باللہ عبداللہ بن ابی ابن سلول سب سے زیادہ ذلیل شخص یعنی نعوذ باللہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مدینہ سے نکال دیگا۔ جب اس نے یہ بات کہی۔ تو اس کے بعد سب سے پہلا شخص جو یہ شکایت لے کر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک پہنچا۔ اسی عبداللہ بن ابی ابن سلول کا بیٹا تھا۔ اس نے کہا۔ یا رسول اللہ میرے باپ نے ایسا کہا ہے۔ اور اس کے اس فعل کی سزا سوائے قتل کے اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ یا رسول اللہ میں صرف یہ درخواست کرنا چاہتا ہوں۔ کہ اگر آپ میرے باپ کے قتل کا حکم نافذ فرمائیں۔ تو مجھے اس قتل پر مقرر کیا جائے۔ کسی اور کو مقرر نہ کیا جائے کیونکہ اگر کسی اور نے میرے باپ کو قتل کیا۔ تو ممکن ہے۔ میرے دل میں اس کے خلاف جوش پیدا ہو۔ اور میں کسی خلاف شریعت فعل کا ارتکاب کر بیٹھوں۔ تو اگر واقعہ میں خدام خلق میں یہ جذبہ پیدا ہو چکا ہوتا۔ اور وہ جرائم کی شناعت کو سمجھتے تو بجائے اس کے کہ اس موقعہ پر ہمیں تحقیق کرنی پڑتی۔ کہ کون کون لوگ ایسے ہیں۔ جو اس جرم کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ ہر شخص آگے بڑھتا اور کہتا کہ میرا باپ یا میرا بھائی یا میری ماں یا میرا فلاں رشتہ دار یہ جرم کر رہا ہے۔ اور میں اس کے خلاف اپنی شہادت پیش کرتا ہوں۔

فردی جرم

بے شک ایسی چیز ہے۔ جس پر پردہ ڈالا جا سکتا ہے۔ لیکن قومی جرائم پر کبھی پردہ نہیں ڈالا جا سکتا۔ اگر قومی جرائم پر بھی پردہ ڈالا جائے۔ تو قوم کی ترقی بالکل رک جائے۔ اور اس کے افراد اعلیٰ اخلاق کو بالکل کھو بیٹھیں قومی جرائم کے ارتکاب پر ضروری ہوتا ہے۔ کہ ہر محلہ بلکہ ہر گھر میں سے لوگ نکلیں۔ اور بدی کا ارتکاب کرنے والوں کے راز کھول دیں۔ جب

قومی جرائم کے ارتکاب

پر اس طرح راز کھولے جائیں۔ تو جن لوگوں کی اصلاح اور ذرائع سے نہیں ہو سکتی۔ ان کی اصلاح اس طریق سے ہو جاتی ہے۔ اور جبری طور پر ان میں نیکی پیدا ہو جاتی ہے۔ بدی پر جرأت انسان کو اسی وقت ہوتی ہے۔ جب اسے یقین ہوتا ہے۔ کہ میرے دوست یا میرے رشتہ دار میرے راز کو ظاہر نہیں کریں گے۔ لیکن اگر اسے یقین ہو۔ کہ میں نے جو بھی برا فعل کیا۔ اسے میرے دوست خود بخود ظاہر کردیں گے۔ تو وہ کبھی بُرے افعال کے ارتکاب کی جرأت نہیں کر سکتا۔ دیکھ لو۔ چور ہمیشہ رات کی تاریکی میں چوری کرنے کی کوشش کیا کرتا ہے۔ اگر اللہ تعالےٰ کی طرف سے ایسا انتظام ہوتا۔ کہ جونہی کوئی چور سیندھ لگاتا۔ اللہ تعالےٰ کی طرف سے آسمان پر کوئی ستارہ ایسا ظاہر ہوتا۔ جس کی چمک اور روشنی کی وجہ سے لوگ فوراً دیکھ لیتے۔ کہ کون شخص چوری کر رہا ہے۔ تو کیا اس کے بعد کسی ایک شخص کو بھی چوری کی جرأت ہو سکتی۔ یقیناً کوئی شخص چوری نہ کرتا۔ کیونکہ وہ ڈرتا۔ کہ ادھر میں نے چوری کی۔ تو ادھر ساتھ ہی میری گرفتاری عمل میں آجائے گی۔ اور لوگوں کو پتہ لگ جائیگا۔ کہ اس فعل کا ارتکاب کس نے کیا ہے۔ اسی طرح اگر ہم میں سے ہر شخص اپنی سوسائٹی کے لئے

ایک چمکتا ہُوا ستارہ

بن جائے۔ تو کمزور لوگوں کو اخلاق اور شریعت کے خلاف افعال کرنے کی جرأت نہ رہے۔ اور وہ بھی نیکی اور تقویٰ کے لباس میں ملبوس ہو جائیں۔ یہی امید خدا تعالےٰ اپنے مومن بندوں سے رکھتا ہے۔ کہ وہ سب کے سب ہدایت اور رہنمائی کے چمکتے ہوئے ستارے بنیں۔ اور جب بھی کوئی شخص کسی برائی کا ارتکاب کرے۔ وہ اس پر اسی وقت اپنی روشنی ڈال دیں۔ تاکہ آئندہ وہ اپنی اصلاح کر سکے۔ اور قومی ترقی میں روک واقع نہ ہو۔ یہی خدام الاحمدیہ کے قیام کی غرض ہے۔ اور یہی اللہ تعالےٰ کا اپنے انبیاء کے ذریعہ ایک روحانی جماعت قائم کرنے سے منشاء ہوتا ہے۔ پس تم کو اپنا نور اتنا پھیلانا چاہیئے۔ اتنا پھیلانا چاہیئے۔ کہ تمہاری وجہ سے تاریکی کا کہیں نشان تک نہ رہے۔ اور اگر بعض لوگ اپنی کمزوریوں کی وجہ سے قومی جرائم کا ارتکاب کریں۔ تو تمہارا فرض ہے۔ تم ان کو فوراً ظاہر کرو۔ بے شک اگر کسی شخص میں کوئی فردی کمزوری پائی جاتی ہے۔ تو تم اس کے عیب کو ظاہر نہ کرو۔ بلکہ علیحدگی میں اسے سمجھاؤ۔ اور دل میں اسکی ہدایت اور اصلاح کے لئے دعائیں کرتے رہو۔ تمہارے لئے یہ جائز نہیں ہے۔ کہ تم فردی کمزوریوں کا لوگوں میں ذکر کرتے پھرو۔ لیکن جس طرح فردی جرائم کا ظاہر کرنا گناہ ہے۔ اسی طرح

قومی جرائم کا چھپانا گناہ ہے

جب تمہیں قومی جرائم کا علم ہو۔ تو تمہارا فرض ہے۔ ان جرائم کا ارتکاب کرنے والوں کو ظاہر کرو۔ میرے نزدیک اس امر کی بھی ضرورت ہے۔ کہ ہر مجلس اصلاح اخلاق کے سلسلہ میں اپنے پاس ریکارڈ رکھے۔ جس سے یہ ظاہر ہو سکے۔ کہ کن کن اخلاق کی طرف ہمیں زیادہ توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ میں نے بتایا ہے۔ کہ فردی جرائم میں صرف نصیحت کرنا کافی ہے۔ جرم کرنے والے کے نام کو ظاہر کرنا ضروری نہیں۔ لیکن

ریکارڈ میں

بغیر نام ظاہر کرنے کے اس امر کی صراحت کی جا سکتی ہے۔ کہ ہم نے اتنے لوگوں کو فلاں فلاں قسم کے فردی جرائم کی بناء پر نصیحت کی۔ اور ان کو اصلاح کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اسی طرح جب کوئی قومی جرم کا ارتکاب کرے۔ تو اس کا بھی ریکارڈ میں ذکر آنا چاہیئے۔ اس کا فائدہ یہ ہوگا۔ کہ ہر مجلس یہ بتا سکے گی۔ کہ سو میں سے اتنے فیصدی فلاں جرائم کا ارتکاب کرتے ہیں۔ اتنے فی صدی لوگوں میں فلاں قسم کی کمزوری پائی جاتی ہے۔ اور اتنے فی صدی لوگ فلاں عیب میں مبتلا ہیں۔ بے شک اگر ان لوگوں کا نام ظاہر کیا جائے گا۔ تو شریعت کے خلاف ہوگا۔ لیکن بغیر نام کی صراحت کے ایک عام ریکارڈ کے ذریعہ یہ معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ کن کن اخلاق کی نوجوانوں میں کمی ہے۔ اور کن امور کی طرف ہمیں

زیادہ توجہ کرنے کی ضرورت

ہے۔ مثلاً سچائی ہے۔ ہمیں معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ ہر مجلس میں کتنے فیصدی نوجوان سچائی اختیار کرنے میں اعلیٰ نمونہ نہیں دکھا رہے۔ یا اشاعتِ فحش ایک جرم ہے۔ ہمیں معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ اس جرم کا ارتکاب کرنے والے کتنے لوگ ہمارے اندر موجود ہیں۔ بہرحال اخلاق کی نگہداشت خدام الاحمدیہ کا اہم فرض ہے۔ اور ہر رکن کے لئے اس بات کا سمجھنا ضروری ہے۔ کہ قومی جرم کا چھپانا ایک خطرناک جرم ہے۔ جس طرح فردی جرم کو ظاہر کرنا جرم ہے۔ قومی جرم سے مراد در حقیقت

دو قسم کے جرائم

ہوتے ہیں۔ اوّل وہ جرم جو قوم کے خلاف ہوتے ہیں۔ اور جن کا قومی لحاظ سے شدید نقصان ہوتا ہے۔ دوسرے وہ افعال جو کسی دوسرے شخص کو نقصان پہنچانے کے لئے اختیار کئے جاتے ہیں۔ مثلاً ایک شخص کسی دوسرے پر قاتلانہ حملہ کرنے کے متعلق کوئی بات کر رہا ہو۔ اور اس کا علم کسی اور شخص کو ہو جائے۔ تو یہ فردی جرم نہیں ہوگا۔ بلکہ قومی جرم ہوگا۔ کیونکہ اس کا نقصان قوم کے ایک فرد کو پہنچنے کا امکان ہے۔ اس صورت میں اگر وہ اخفاء سے کام لیتا ہے۔ اور دوسرا شخص حملہ کر کے قتل کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ تو وہ جس نے بات کو سنا تھا۔ اور جسے اس سازش کا پہلے سے علم ہو چکا تھا۔ مگر اس نے ظاہر نہیں کیا۔ وہ بھی اس قتل میں شریک سمجھا جائیگا۔ اگر وہ وقت پر بتا دیتا۔ تو اصلاح کی جا سکتی تھی۔ لیکن چونکہ اس نے وقت پر نہ بتایا۔ اس لئے وہ بھی قاتل سمجھا جائے گا۔ اور

شریعت کے نزدیک مجرم

ہوگا۔ پس قومی جرم سے مراد وہ جرم ہیں۔ جن کا ضرر کسی دوسرے انسان کو پہنچ سکتا ہو۔ اور

فردی جرم سے مراد

وہ جرم ہیں۔ جن کا ضرر کسی دوسرے کو نہ پہنچتا ہو۔ یا کسی کے ایسے گذشتہ جرم کا ذکر کرنا جو

Digitized By Khilafat Library Rabwah

Digitized By Khilafat Library Rabwah

خواہ اپنی ذات میں قومی جرم ہی ہو۔ لیکن وہ حال سے منقطع ہو چکا ہو۔ وہ بھی فردی جرم ہی سمجھا جائیگا۔ مثلاً فرض کرو۔ ایک شخص نے آج سے دس سال پہلے کوئی چوری کی تھی۔ اب چوری کرنا ایک قومی جرم ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص کسی کے دس سالہ گذشتہ چوری کے واقعہ کا ذکر کرتا ہے۔ تو اس چوری کو قومی جرم نہیں بلکہ فردی جرم قرار دیا جائیگا۔ ایسی صورت میں ضروری ہوگا۔ کہ وہ دوسرے کے فعل پر پردہ ڈالے۔ اور اس کا لوگوں میں اظہار نہ کرے۔ دس سال پہلے اگر اس نے کسی کی پنسل چرائی تھی۔ یا ایسی ہی کوئی اور چیز چرائی تھی۔ تو گو چوری کے لحاظ سے اس کا یہ جرم کچھ کم نہیں تھا۔ مگر چونکہ اس پر ایک لمبا عرصہ گزر چکا ہے۔ اس لئے اب اس کا اظہار کوئی فائدہ نہیں دے سکتا۔ اب ایسی چوری کا علاج سوائے اس کے کچھ نہیں۔ کہ انسان توبہ کرے۔ اپنے گذشتہ قصور پر استغفار کرے۔ اور آئندہ کے لئے عہد کرے کہ وہ ایسا فعل کبھی نہیں کرے گا۔ بہرحال اتنا لمبا عرصہ گذرنے پر اس کا یہ فعل قومی جرم نہیں رہا۔ بلکہ ایک فردی جرم بن گیا ہے۔ پس ہر وہ جرم جس کا ازالہ نہیں ہو سکتا۔ یا جس فعل کے دوبارہ ہونے کا امکان نہیں۔ وہ فردی جرم ہے۔ اور ہر وہ جرم جس کا ازالہ ہو سکتا ہے۔ اور جس کا اثر قوم پر پڑتا ہے وہ

قومی جرم

ہے۔ پس قومی اور فردی جرائم میں جو فرق ہے۔ وہ بار بار نوجوانوں کو بتانا چاہیئے۔ تاکہ ایک طرف جہاں لوگوں میں تجسس کا مادہ پیدا نہ ہو۔ وہاں دوسری طرف لوگوں کے اخلاق کی نگرانی ہو سکے۔ اور معلوم ہو سکے۔ کہ کون لوگ اخلاقی حصوں پر عمل کرنے میں سستی سے کام لے رہے ہیں۔ اگر خدام الاحمدیہ کی طرف سے اس رنگ میں اصلاح اخلاق کی کوشش کی جاتی۔ تو میرے سامنے یہ ذکر نہ آتا۔ کہ قادیان میں مخفی طور پر بعض لوگ گراں قیمت پر اشیاء فروخت کر رہے ہیں۔ مجھے نہیں معلوم کہ قادیان میں ایسا ہوتا ہے یا نہیں ہوتا۔ لیکن اگر ہوتا ہے تو اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ خدام الاحمدیہ اپنے فرائض کی ادائیگی میں بالکل ناکام رہے ہیں۔ ان کے نمائندے ہر محلہ میں موجود ہیں۔ ہر گھر میں موجود ہیں۔ اور وہ اگر چاہتے۔ تو اس نقص کا آسانی کے ساتھ ازالہ کر سکتے تھے۔ لیکن چونکہ انہوں نے اس طرف توجہ نہیں کی۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں۔ اسکی ذمہ داری خدام الاحمدیہ کے کارکنوں پر عاید ہوتی ہے۔ کہ انہوں نے یہ باتیں بار بار اپنے نمائندوں کے سامنے نہیں رکھیں۔ ورنہ اس سستی اور غفلت کا ان کی طرف سے مظاہرہ نہ ہوتا۔

تیسری چیز

لڑائی جھگڑا

ہے۔ میں دیکھتا ہوں۔ کہ یہ عادت بھی ابھی برابر جاری ہے۔ ذرا سی بات ہوتی ہے۔ لیکن اس پر آپس میں لڑائی شروع ہو جاتی ہے۔ یہ بھی ایک خطرناک نقص ہے۔ جس کا ازالہ ضروری ہے۔ بسا اوقات انسان ہنسی مذاق میں کوئی بات کہہ رہا ہوتا ہے۔ مگر دوسرا اس مذاق کو برداشت نہ کرکے لڑائی جھگڑے کی صورت پیدا کر دیتا ہے حالانکہ ایسے حالات میں بات کو ہنسی میں ٹال دینا زیادہ مناسب ہوا کرتا ہے۔ مگر بعض دفعہ ایک شخص غصیلا ہوتا ہے۔ اور مذاق کو برداشت نہ کرکے وہ لڑ پڑتا ہے۔ جہاں ایسی صورت پیدا ہو۔ وہاں دوسرے کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ کہ وہ خاموش رہے۔ اور وہاں سے اٹھ کر چلا جائے۔ ہر بات جو ناپسند ہو۔ اس پر لڑائی شروع کر دینا۔ معاملہ کو بلا وجہ طول دینا اور تفرقہ و شقاق کی صورت پیدا کرکے مقاطعہ تک نوبت پہنچانا اور

بول چال بند کر دینا

ہرگز ایک مومن کے شایانِ شان نہیں ہے۔ اگر ہر شخص کو اس امر کی اجازت دی جائے۔ کہ وہ جس سے چاہے۔ بول چال بند کر دے۔ جس سے چاہے۔ تفرقہ اختیار کر لے۔ تو قوم کی ٹوٹتے ٹوٹتے کوئی حیثیت ہی باقی نہیں رہ جاتی۔ یہ باتیں ہیں جن کی طرف خدام الاحمدیہ کو میں خصوصیت کے ساتھ توجہ دلاتا ہوں۔ اور ہدایت کرتا ہوں۔ کہ انہیں جہاں بھی پتہ لگے۔ کہ دو احمدی نوجوان کسی وجہ سے آپس میں گفتگو نہیں کرتے۔ تو ان کے اس فعل کو قومی جرم قرار دیا جائے۔ اور انہیں نصیحت کی جائے۔ کہ مقاطعہ کرنا یا بول چال بند کر دینا ان کے لئے جائز نہیں ہے۔ یہ

تین چیزیں

ہیں۔ جن کی طرف میں اس وقت خصوصیت سے خدام الاحمدیہ کو توجہ دلاتا ہوں۔ اور اصل بات تو یہ ہے۔ کہ درد کی وجہ سے مضمون کا تسلسل بھی قائم نہیں رہا۔ اور اب مزید کچھ کہنا میرے لئے ناممکن ہے۔ اس لئے میں انہی تین شقوں پر آج کی تقریر کو ختم کرتا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ ہمارے کارکنوں کو اور تمام خدام اور اطفال کو اپنی اپنی ذمہ واری کے سمجھنے اور اس کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہر قدم پر وہ آپ لوگوں کی رہنمائی فرمائے۔ تاکہ وہ باتیں جو آپ لوگوں کو معلوم ہیں۔ ان پر آپ عمل کر سکیں۔ اور جو باتیں معلوم نہیں وہ خدا تعالیٰ خود آپ لوگوں کو سکھائے۔ تاکہ آپ دین کی باتوں ۔۔۔

انگریزی تبلیغی لٹریچر

پیارے خدا اور پیارے رسول کی پیاری باتیں	۲ — ۰ — ۰
اسلامی اصول کی فلاسفی	۰ — ۱۰ — ۰
نماز مترجم با تصویر	۰ — ۴ —
دنیا کا آئندہ مذہب حقیقی اسلام ہے	۰ — ۴ —
سرور انبیاء کے بے نظیر کارنامے و خصوصیات	۰ — ۳ — ۰
تمام جہان کو آسمانی پیغام	۰ — ۳ — ۰
پیغام صلح وغیرہ	۰ — ۳ — ۰
تمام جہان کو چیلنج معہ ایک لاکھ روپیہ کے انعامات	۰ — ۲ — ۰
دونوں جہان میں فلاح پانے کی راہ	۰ — ۲ — ۰
اسلام کا ایک عظیم الشان نشان	۰ — ۱ — ۰
میزان	۴ — ۲ — ۰

جملہ دس کتابوں کے سٹ کی قیمت ۸ — ۳ روپے معہ محصول ڈاک

عبداللہ الہ دین سکندرآباد دکن

ضرورت رشتہ

ایک ۲۸ سالہ احمدی نوجوان کے لئے جو کہ علاوہ صاحب جائیداد ہونے کے مستقل طور پر سرکاری ملازم ہے۔ اور اس وقت ۹۵ روپے ماہوار تنخواہ پا رہا ہے۔ رشتہ کی ضرورت ہے۔ پہلی بیوی سے بوجہ اس کے غیر احمدی ہو جانے کے علیحدگی ہو چکی ہے۔ خواہشمند احباب معرفت ع مینیجر الفضل خط و کتابت کریں۔

درخواست دعا

میرا عزیز بھائی حمید اللہ خاں مدت سے بیمار ہے اور اب کچھ عرصہ سے سر گنگا رام ہسپتال لاہور میں زیر علاج ہے۔ جہاں کرنل بھروچہ نے اس کے جوڑ کے پاس دوبارہ اپریشن کیا ہے۔ چونکہ بیماری خطرناک سمجھی گئی ہے۔ اور بہت لمبی ہو گئی ہے۔ اس لئے بزرگانِ جماعت سے درخواست ہے۔ کہ عزیز حمید اللہ خاں کی صحت کیلئے درد دل سے دعا فرماویں۔

دبیگم چودھری سر محمد ظفر اللہ خاں ماڈل ٹاؤن لاہور

شباکن

ملیریا کی کامیاب دوا ہے

کونین کے اثرات بد کا شکار ہوئے بغیر اگر آپ اپنا یا اپنے عزیزوں کا بخار اتارنا چاہیں۔ تو شباکن کا استعمال کریں۔ قیمت یکصد قرص عہ پچاس قرص ۱۲ر

دواخانہ خدمت خلق قادیان

این۔ ڈبلیو۔ آر۔

سبارڈنیٹ سروس کمیشن لاہور

فنانشل ایڈوائزر اور چیف اکاؤنٹس افیسر این ڈبلیو ریلوے لاہور کے دفتر نیز ڈویژنل اکاؤنٹس آفسر دہلی فیروزپور۔ ملتان۔ کراچی اور لاہور کے لئے روٹین کلرکوں کی بھرتی کی غرض سے ۱/۴ ۵ آنہ مجوزہ فارم پر (جو این۔ ڈبلیو۔ ریلوے کے بڑے سٹیشنوں سے ایک روپیہ میں مل سکتا ہے) درخواستیں مطلوب ہیں۔ امیدواران کے لئے ضروری ہوگا۔ کہ وہ جس دفتر کو ترجیح دیتے ہوں اس کا خاص طور پر اپنی درخواست میں ذکر کر دیں۔ اسکے بغیر کوئی درخواست زیر غور نہیں لائی جائیگی۔ کل ۴۷ عارضی اسامیاں ہیں۔ جن میں سے ۲۱ مسلمانوں کیلئے ایک اینگلو انڈینوں اور ڈومی سائلڈ یورپینوں کیلئے۔ ۲ سکھوں۔ پارسیوں اور ہندوستانی عیسائیوں کے لئے اور ایک اچھوت اقوام کے لئے مخصوص ہیں۔ علاوہ ازیں ۳۶ موزوں امیدواران کے نام (۲۱ مسلمان۔ ۴ سکھ۔ پارسی اور ہندوستانی عیسائی ایک اچھوت اقوام اور ۱۰ غیر مخصوص) فہرست انتظاریہ پر رکھے جائینگے۔ تنخواہ: ۴۰/- روپیہ ماہوار ۴۰-۲-۶۰ کے سکیل میں علاوہ گرانی الاؤنس حسب قواعد اینگلو انڈین اور ڈومی سائلڈ یورپین البتہ کم سے کم تنخواہ ۵۵/- علاوہ گرانی الاؤنس کے لینگے۔ تعلیمی قابلیت: میٹرکولیشن (سیکنڈ ڈویژن۔ اگر سائنس ڈویژنوں میں شمار ہوتے ہوں) جونیئر کیمبرج یا اس کے مترادف امتحان۔ وہ امیدوار بھی زیر غور لائے جا سکتے ہیں جو یہ ثابت کر سکیں۔ کہ وہ صرف چند نمبروں کی کمی کے باعث سیکنڈ ڈویژن حاصل نہ کر سکے۔ عمر: ۱۸ اور ۲۴ سال کے درمیان اور اچھوت اقوام کی صورت میں ۲۷ سال تک سابق فوجی ادمیوں کی صورت میں چالیس سال تک گورنمنٹ ملازم بھی درخواست دے سکتے ہیں بشرطیکہ وہ مجوزہ شرائط کو پورا کرتے ہوں۔ اور محکمہ کی معرفت درخواست کریں۔ مکمل تفصیلات کے لئے سیکرٹری کے نام لفافہ ارسال کیجئے جس پر ٹکٹ چسپاں ہوں۔ اور اپنا پتہ لکھا ہو۔

Digitized By Khilafat Library Rabwah

تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

لنڈن ۷ نومبر - ماسکو ریڈیو نے اعلان کیا ہے کہ صدر کالینن نے مارشل سٹالن کو آرڈر آف وکٹری کا نشان عطا کیا ہے۔

روم ۷ نومبر - روم ٹربیونل نے مسولینی اور اس کے خاندان کی ساری جائیداد بحق سرکار ضبط کر لی ہے۔ مسولینی نے اپنی "تازہ ترین" داشتہ کے نام جو جائیداد وقف کی تھی۔ وہ بھی ضبط کر لی گئی ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ مسولینی منقولہ جائیداد کا بیشتر حصہ بازیل (جنوبی امریکہ) میں بھیج دیا گیا ہے۔

نیبرگ ۷ نومبر - ٹاٹا کے ڈائرکٹر سر اب جی سکلات والا کے بھائی ڈاکٹر میم سکلات والا ہفتہ کی رات کو ہنفورڈ (کالیفورنیا) میں مسافر طیارے کے حادثہ میں ہلاک ہو گئے ہیں۔ اس طیارہ میں آنجہانی تنہا شہری مسافر تھے۔ باقی ۲۰ فوجی لوگ اور عملہ طیارہ کے تھے۔ یہ سب کے سب بھی ہلاک ہو گئے۔ طیارہ برقی طوفان کی وجہ سے آسمان ہی میں پاش پاش ہو گیا تھا۔

بغداد ۷ نومبر - حکومت عراق اپنی ہوائی فوج کے لئے جدید طرز کے برطانی طیارے حاصل کر رہی ہے۔ اور ان طیاروں کی پہلی کھیپ پہنچ چکی ہے۔

القدس ۷ نومبر - آجکل امریکہ کے محکمہ زراعت کے نمائندے فلسطین کا دورہ کر کے ملک کی زراعتی ترقی اور آبپاشی کا مطالعہ کر رہے ہیں۔

لاہور ۷ نومبر - پنجاب یونیورسٹی کے ۱۹۴۵ء کے امتحانات بی اے۔ و آنرز ان پنجابی (بحروف فارسی) کے نصاب وغیرہ میں کچھ تبدیلیاں کی گئی ہیں۔ امیدوار رجسٹرار صاحب سے تفصیلات حاصل کر سکتے ہیں۔

لنڈن ۷ نومبر - نازی لیڈروں نے فیصلہ کیا ہے کہ ہٹلر اور برس برگر تکا پیچھے ہٹ آئے گا جہاں اس کے طوفانی دستے اس کی حفاظت کریں گے اس کے بعد وہ منظر عام پر نہیں آئے گا۔ جرمن سائنسدانوں نے جرمنی کے نئے خفیہ ہتھیار کے متعلق اپنے تجربات مکمل کر لئے ہیں۔ اور اب وہ اس ہتھیار کو وسیع پیمانے پر انگلینڈ کے خلاف استعمال کریں گے۔

لنڈن ۷ نومبر - جاپان نے رومانوی گورنمنٹ سے تعلقات توڑ لئے ہیں۔ جاپان نے یہ کارروائی اس لئے کی ہے کہ رومانیہ کی موجودہ گورنمنٹ جاپان کے اتحادی جرمنی کے مفاد کے منافی حرکت کر رہا ہے۔

نئی دہلی ۷ نومبر - مرکزی اسمبلی میں بھائی پرمانند کی تحریک التوا کو پیش ہونے کی اجازت مل گئی ہے

واشنگٹن ۷ نومبر - مسٹر روزویلٹ اور مسٹر ڈیوی کی انتخابی کارروائی ختم ہو گئی ہے۔ اب دونوں لیڈر انتخابات کے نتیجے کا انتظار کر رہے ہیں۔ واشنگٹن کی قیاس آرائیوں سے پتہ چلا ہے کہ اگر مسٹر روزویلٹ جیتے تو ووٹوں کی بھاری اکثریت سے جیتیں گے اور اگر مسٹر ڈیوی جیتے تو بہت تھوڑے ووٹوں کا فرق پڑے گا۔

لنڈن ۷ نومبر - جرمن نیوز ایجنسی کے نامہ نگار خصوصی نے اطلاع دی ہے کہ جنگ کی سب سے بڑی لڑائی عنقریب شروع ہو جائے گی۔ اتحادی ہائی کمان کولون اور رائن میں گھس جانے کے لئے لاتعداد فوجیں اور بہت زیادہ سامان جنگ جمع کر رہی ہے۔

نئی دہلی ۷ نومبر - حکومت ہند نے باٹا شو کمپنی لمیٹڈ کی تیار کردہ چپلوں کی بعض اقسام کی قیمتوں میں ترمیم کر دی ہے

لنڈن ۷ نومبر - والکرن میں جرمنوں کو ان کی دو اہم چھاؤنیوں سے نکال دیا گیا ہے۔

ماسکو ۷ نومبر - مشرقی پرشیا میں دشمن کے کئی حملوں کو روک دیا گیا ہے۔

دانتوں کو خوبصورت اور تندرست رکھنے کیلئے بہترین

کاربوزون

ٹوتھ پوڈر استعمال کیجئے۔ قیمت فی شیشی ۱۲

ایجنٹس:- دار الفضل میڈیکل ہال
نسیم میڈیکل ہال قادیان

ضرورت ہے

بدر کیمیکل انڈسٹریز لیمیٹڈ قادیان کے لئے چند ایسے نوجوانوں کی ضرورت ہے جو ایم۔ ایس۔ سی (کیمسٹری)، بی ایس سی (کیمسٹری) اور ایف ایس سی (کیمسٹری) ہوں۔ خواہ وہ ٹرینڈ ہوں یا ان ٹرینڈ ہوں۔ انہیں لیبارٹری میں ٹیکنیکل ٹریننگ دی جائے گی۔ لیبارٹری میں ویکسین۔ کیمیکلز۔ فارموسیوٹیکل۔ پریپریشنز وغیرہ کا کام ہوگا۔ اسی طرح کوالیفائیڈ ڈاکٹروں کی بھی ضرورت ہے بنارس یونیورسٹی کے فارموسیوٹیکل کورس پاس شدہ کو ترجیح دی جائے گی۔

کارخانہ بدر کیمیکل انڈسٹریز لیمیٹڈ گورنمنٹ آف انڈیا کی خاص منظوری سے ایک لاکھ روپے کے سرمایہ سے جاری کیا گیا ہے

احمدی نوجوانوں کو ترجیح دی جائے گی۔ لیکن دیگر مذہب و ملت کے نوجوان بھی درخواست بھجوا سکتے ہیں۔ دیگر ضروری کوائف درخواست پر دیئے جاوینگے۔ نیز ایک جلد ساز کی بھی ضرورت ہے۔

درخواستیں بنام:-

مینیجر بدر کیمیکل انڈسٹریز لیمیٹڈ قادیان

واشنگٹن ۷ نومبر - منیلا کی خلیج میں جاپانی جہازوں سے ایک تازہ بحری جنگ ہوئی۔ ایک کروزر کو ڈبو دیا گیا۔ ایک کروزر اور چھوٹے جہاز کو نقصان پہنچایا گیا۔ جاپانیوں نے مان لیا ہے کہ جہازوں سے ڈیڑھ سو اتحادی جہازوں نے حملے کئے۔ اس جنگ میں ۱۹۱ جاپانی ہوائی جہاز تباہ کئے گئے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ٹیلیفون نمبر ۳ — رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۵

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۔ عَسٰى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا

الفضل

روزنامہ — قادیان

یوم جمعہ

ترسیل زر اور انتظامی امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر الفضل ہو

جلد ۳۲ | ۱۰ ماہ نبوت ۱۳۲۳ ہش | ۲۳ ذیقعدہ ۱۳۶۳ھ | ۱۰ نومبر ۱۹۴۴ء | نمبر ۲۶۴

مدینۃ المسیح

قادیان ۸ ماہ نبوت۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق آج ½۶ بجے شام کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ حضور کی طبیعت تا حال درد نقرس کی وجہ سے ناساز ہے۔ احباب حضور کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

— حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت بخار نزلہ اور کھانسی کی وجہ سے ناساز ہے۔ احباب حضرت ممدوحہ کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

— حضرت نواب محمد علی خان صاحب کو کل کی نسبت خون میں کچھ کمی ہے۔ البتہ شانہ میں درد کی شکایت ہے کامل صحت کے لئے دعا کی جائے۔

— نظارت دعوۃ و تبلیغ کی طرف سے گیانی واحد حسین صاحب اور مولوی محمد حسین صاحب کو ٹلونڈی کھجور والی ضلع گوجرانوالہ کے جلسہ میں شمولیت کے لئے بھیجا گیا۔

مکرم مولوی قمر الدین صاحب مولوی فاضل کئی روز سے بعارضہ ملیریا بخار بیمار ہیں۔ دعائے صحت کی جائے۔

Digitized By Khilafat Library Rabwah

"ستیارتھ پرکاش" کا چودھواں باب

"ستیارتھ پرکاش" مصنفہ پنڈت دیانند بانی آریہ سماج کا چودھواں باب ان اعتراضات پر مشتمل ہے۔ جو قرآن کریم پر پنڈت صاحب نے کئے۔ اور اس ضمن میں نہ صرف قرآن کریم کے نہایت اعلیٰ اور بے مثل مطالب اور تعلیم کو انتہائی جہالت اور نافہمی کا نشانہ بنایا۔ بلکہ تمام اسلامی عقائد اور خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات والاصفات کے خلاف بھی نہایت ہی گندی اور ناپاک زبان استعمال کی۔ آریوں نے اس کتاب کی بڑی کثرت سے اشاعت کی اور آجکل ہندوستان کے مختلف صوبوں میں اس کی غیر معمولی اشاعت کرکے امن عامہ کو برباد کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

سندھ گورنمنٹ نے حال میں امن عامہ برقرار رکھنے کے لئے ڈیفنس آف انڈیا رولز کے ماتحت یہ حکم جاری کیا ہے۔ کہ ستیارتھ پرکاش کی کوئی کاپی اس وقت تک چھاپی یا شائع نہ کی جائے۔ جب تک چودھویں باب کو حذف نہ کر دیا جائے۔ اگرچہ یہ ایک وقتی اور محدود علاقہ پر اثر رکھنے والا حکم ہے۔ تاہم نہ صرف آریوں نے بلکہ سناتنی ہندوؤں نے بھی جن کی مذہبی کتب اور عقائد کے متعلق "ستیارتھ پرکاش" میں کوئی کم دلآزار الفاظ استعمال نہیں کئے گئے بہت شور مچا رکھا ہے۔ اور حکومت کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کو بھی کئی قسم کی دھمکیاں دی جا رہی ہیں۔ اور یہاں تک کہہ رہے ہیں۔ کہ "مقدس مذہبی کتب پر حملوں کا سلسلہ شروع ہوا تو قرآن بھی محفوظ نہ ہو گا۔" حالانکہ خود آریوں کو اس بات کا اعتراف ہے۔ کہ ستیارتھ پرکاش دیگر مذاہب کی مقدس مذہبی کتب کی صف میں نہیں آسکتی۔ اور اس کی کئی ایک باتیں جن پر خاص طور پر بانی آریہ سماج نے زور دیا ہے۔ آج تک کبھی بھی آریوں کے زیر عمل نہیں آئیں۔ بلکہ وہ شروع دن سے ہی انہیں عملی طور پر ستیارتھ پرکاش سے حذف کر چکے ہیں۔ علاوہ ازیں چودھویں باب میں بانی آریہ سماج نے جو طرز تحریر اختیار کیا ہے۔ وہ نہایت ہی دلآزار اور امن شکن تو ہے ہی اس میں معقولیت کا بھی کوئی شائبہ نہیں پایا جاتا۔ اور ایسے ایسے بیہودہ اعتراضات کئے گئے ہیں۔ کہ ان کی زد خود ہندو دھرم کے مسلمات پر پڑتی ہے۔ اس کی ایک تازہ مثال درج ذیل کی جاتی ہے۔

بانی آریہ سماج نے سورۂ بقرہ کی آیت مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهُ پر اعتراض کرتے ہوئے اپنے آپ کو محقق قرار دے کر اپنی تحقیق کے یہ گل کھلائے ہیں۔ کہ

"بھلا خدا کو قرض لینے سے کیا۔ کیا جس نے ساری خلقت کو بنایا۔ وہ انسان سے قرض لیتا ہے ہرگز نہیں ایسا تو بلا سمجھے کہا جا سکتا ہے۔ کیا اس کا خزانہ خالی ہو گیا تھا؟ کیا اس کو ہنڈوی پرچہ سوداگری وغیرہ میں معروف ہونے سے خسارہ پڑ گیا تھا جو قرض لینے لگا۔ اور ایک کا دو دو دینا قبول کرتا ہے۔ کیا یہ ساہوکاروں کا کام ہے؟ ایسا کام تو دیوالیوں یا فضول خرچ اور کم آمدنی والوں کو کرنا پڑتا ہے خدا کو نہیں۔"

ان الفاظ سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ پنڈت دیانند کا وہ انداز تحقیق کیا ہے۔ جو انہوں نے قرآن کریم ایسی فصیح و بلیغ الہامی کتاب کے متعلق اختیار کیا۔ پنڈت صاحب خود زبان عربی سے کلیۃً ناواقف تھے عربی زبان کے حقائق و معارف سمجھنے تو الگ رہے۔ معمولی الفاظ کے معنے اور مفہوم سے بھی ناآشنا تھے۔ ایسی حالت میں انہوں نے قرآن کریم کے متعلق زبان طعن کھولنے کی جو جرأت کی وہ حیرت انگیز ہے۔

پھر یہی نہیں معلوم ہوتا ہے۔ وہ اپنے دھرم اور اپنی مذہبی کتب سے بھی محض ناواقف تھے۔ کیونکہ اس قسم کا محاورہ جس پر پنڈت جی نے نہایت بیہودہ نکتہ چینی کی ہے۔ ہندو دھرم میں بھی پایا جاتا ہے۔ چنانچہ اخبار "ویر بھارت" ۱۷ اکتوبر نے اپنے دیوالی نمبر میں جو زریں نکتے شائع کئے ہیں۔ ان میں سے اسی کے الفاظ میں ایک یہ ہے۔

"بھگوان کہتے ہیں میں تو بھگتوں کا مقروض ہوں لیکن انہیں سود میں دے ڈالتا ہوں ان کا مول تو میرے پاس ہمیشہ جمع رہتا ہے۔"

ہندو دھرم میں اس محاورہ کی موجودگی کے باوجود پنڈت دیانند کا قرآن کریم کی مذکورہ بالا آیت پر خلاف تہذیب رنگ میں اعتراض کرنا اور تمسخر اڑانا۔ ان کے تمام اعتراضات کی حقیقت معلوم کرنے کے لئے نمونہ سمجھئے ہمارا خیال ہے۔ وہ وقت آنے والا ہے جب سمجھ سوچ رکھنے والے آریہ خود اس چودھویں باب کو اس کی بیہودگیوں کی وجہ سے چھپاتے پھریں گے مگر ضرورت اس بات کی ہے کہ کھول کھول کر بانی آریہ سماج کے اعتراضات کی لغویت پیش کی جائے۔

ہفتہ تعلیم و تلقین کے متعلق اعلان

اس دفعہ مجالس خدام و انصار نے ہفتہ تعلیم و تلقین ۲ تا ۸ فتح ۱۳۲۳ ہش مطابق دسمبر ۱۹۴۴ء منانا تجویز کیا ہے۔ جس میں پیشگوئی اسمہٗ احمد کا نہایت ضروری مسئلہ بیان کیا جائیگا اس بارے میں مفصل اعلان اور پروگرام انشاء اللہ جلد سیکرٹری صاحب کی طرف سے شائع ہو گا۔ انصار اور خدام الاحمدیہ کو چاہیئے۔ کہ اس نہایت اہم ضروری اور مفید تحریک کو کامیاب بنانے کی پوری کوشش کریں۔

بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے شائع کیا

ایڈیٹر:۔ غلام نبی

ہندوستان کے مختلف مقامات میں سیرت النبیؐ کے شاندار جلسے

برہمن بڑیہ ۵ نومبر کو انجمن احمدیہ برہمن بڑیہ کے زیر انتظام سیرت النبی صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا نہایت شاندار جلسہ زیر صدارت جناب پرکاش چندر داس صاحب ہوا۔ صاحب صدر نے نہایت مؤثر تقریر فرمائی۔ پربھا دتا سچین صاحب پلیڈر نے نہایت عمدہ تقریر کی۔ مولوی اعجاز احمدؐ صاحب سید احمدؐ صاحب اور دوسرے صاحبان نے بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر نہایت عمدہ تقاریر کیں۔ نیز ہندو مسلم اتحاد پر اظہار رائے کیا۔ سامعین نے تقاریر کو بیحد پسند کیا۔ جلسہ نہایت کامیاب رہا۔ عبدالحق سیکرٹری

کنری (سندھ) ۷ نومبر ناصر آباد، محمد آباد، محمود آباد اور کنری کی جماعتوں کا سیرت النبی کا جلسہ کنری میں منعقد ہوا۔ مسلمان، ہندو اور سکھ صاحبان بہت بڑی تعداد میں شامل ہوئے۔ اور انہوں نے تقاریر کو نہایت توجہ سے سنا۔ مولوی بشارت احمد صاحب مولوی فاضل۔ مولوی عبدالباقی صاحب ایم۔ اے اور مولوی غلام احمد صاحب فرخ مبلغ علاقہ سندھ نے مکرم جناب میاں عبدالرحیم احمدؐ صاحب کی زیر صدارت تقاریر کیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے۔ بین الاقوامی اور فرقہ دارانہ تعلقات پر آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی تعلیم کی روشنی میں اظہار رائے کیا گیا۔ اس جلسے میں شریک ہونے والوں کی تعداد تمام ان مذہبی جلسوں کی تعداد سے زیادہ تھی جو آج تک کنری میں منعقد ہوئے۔ جلوس نکالا گیا۔ جس میں اللہ اکبر کے نعرے لگاتے ہوئے اور نعتیں پڑھتے ہوئے شہر کا چکر لگایا

ڈاکٹر احمدؐ دین

سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کی نہایت دردمندانہ درخواست دعا

سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ بنت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیگم حضرت نواب محمدؐ علی صاحب تحریر فرماتی ہیں۔ کہ جس روز سے نواب صاحب شملہ سے واپس آئے ہیں۔ خون زیادہ سے زیادہ ہی آرہا ہے۔ اور کمزوری بہت بڑھ گئی ہے۔ کوئی دوا اثر نہیں کر رہی میری نہایت دردمند دل سے التجا ہے۔ کہ احباب جماعت اور اصحاب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دعائے خاص درد اور التزام سے فرما کر ممنون کریں +

احرار کی امن شکن فتنہ انگیزی اور حکومت

امرتسر ۸ نومبر۔ آج جماعت احمدیہ امرتسر کا ایک غیر معمولی اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں متفقہ طور پر یہ ریزولیوشن پاس کیا گیا کہ ہم احرار کے اس طرز عمل کو جو انہوں نے لاہور میں سیرۃ النبی کے جلسہ میں فساد برپا کرتے ہوئے اختیار کیا۔ نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ادھر پیش آمدہ حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سازش پہلے سے کی گئی تھی۔ ہم گورنمنٹ کو توجہ دلاتے ہیں کہ احرار کے اس طریق سے ملک کا امن اور قانون سخت خطرہ میں ہے۔ اور اس کی ساری ذمہ داری احرار پر عائد ہوتی ہے۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ جنگی کوششوں پر بھی اثر پڑے گا۔ گورنمنٹ کو احرار کی اس فتنہ پردازی کے انسداد کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔

محمد منیر صدر

ایک گمشدہ بچہ کی تلاش

ایک لڑکا مسمی اورنگ زیب ولد ملک محمد سرور ساکن قادیان جو تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کی دوسری جماعت میں پڑھتا تھا۔ بروز جمعہ ۳ نومبر ۴۴ء سے مفقود الخبر ہے۔ اس کا حلیہ حسب ذیل ہے۔ عمر تقریباً ۸ سال رنگ سفید۔ ناک قدرے چپٹی۔ قمیص ملیشیا اور شلوار لٹھہ کی پہنے ہوئے ہے۔ شلوار کے پائنچوں میں دو۔ دو سرخ ڈورے پڑے ہیں۔ سر اور پاؤں سے ننگا۔ بغور دیکھنے سے سر پر پھوڑے کا نشان معلوم ہوگا۔ اگر کسی دوست نے ایسا لڑکا دیکھا ہو یا دیکھیں تو فوراً ناظر امور عامہ کو اطلاع دیں۔ (ناظر امور عامہ سلسلہ عالیہ احمدیہ قادیان)

ملفوظات حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھنے کے متعلق ایک خط اور اس کا جواب

سیدنا حضرت اقدس المصلح الموعود امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدکم اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

پیارے آقا! خاکسار کی دوکان پر مولوی محمدؐ یعقوب خان صاحب ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول لاہور غیر مبائع اکثر آتے رہتے ہیں۔ اور ان سے گفتگو بھی اکثر ہوتی رہتی ہے۔ لیکن پرسوں جب غیر احمدی امام کی اقتدا میں احمدی کی نماز نہ ہونے پر گفتگو ہوئی۔ تو وہ کہنے لگے۔ "میاں صاحب نے بھی حج کے موقعہ پر غیر احمدی امام کے پیچھے ہی نماز ادا کی تھی۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے اتنی سخت ممانعت ہوتی تو میاں صاحب ایسا کیوں کرتے"۔

میرے ایمان اور یقین کے لحاظ سے انہوں نے حضور کی ذات پر یہ افترا کیا ہے۔ جس کا میں نے ان کے سامنے اظہار بھی کر دیا۔ لیکن وہ اس پر زور دیتے رہے کہ یہ واقعہ صحیح ہے۔ اب اس کے متعلق اللہ تعالیٰ اور اس کا خلیفہ ہی بہتر جانتے ہیں۔

حضور کا ادنیٰ غلام عاجز محمود احمدؐ ولد منشی محبوب عالم صاحب نیلا گنبد لاہور

حضور نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا۔

افترا کیا بھی ہے۔ اور نہیں بھی۔ واقعہ یہ ہے کہ میر صاحب مرحوم نے فرمایا۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے حکم دیا تھا۔ کہ وہاں نماز غیر احمدیوں کے پیچھے پڑھ لی جایا کرے۔ میں نے کہا اچھا یہ خلیفہ کی نماز ہے۔ اور وہاں پڑھ لی۔ مگر گھر آکر دوہرائی۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی نماز نہ ہوئی تھی۔ جب میر صاحب سے گھر آکر پوچھا کہ کیا آپ کو چلتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح نے ایسا حکم دیا تھا۔ تو انہوں نے کہا کہ نہیں۔ آپ کا فتویٰ یہ ہے۔ اس پر میں نے دوبارہ نماز نہیں پڑھی اور کہا کہ فتوے کو میں خوب جانتا ہوں چنانچہ واپسی پر حضرت خلیفہ اوّل نے میری رائے کو درست قرار دیا۔ پس اس سب واقعہ کو جانتے ہوئے یعقوب خان صاحب کا آدھے واقعہ کو پیش کرنا دیانت داری کے خلاف تھا۔ اور مومن ایسا نہیں کر سکتا۔

Digitized By Khilafat Library Rabwah

اخبار احمدیہ

درخواست ہائے دعا

(۱) ممتاز رسول صاحب بورڈنگ تحریک جدید کی والدہ صاحبہ بیمار ہیں (۲) میاں عبدالحی صاحب واقف زندگی کی والدہ صاحبہ عرصہ سے بیمار ہیں اور ان کے ماموں چوہدری ظفر الاسلام صاحب بھی عرصہ سے بیمار ہیں۔ (۳) سید مسعود احمدؐ صاحب سونگڑہ کٹک بیمار ہیں۔ (۴) گلاب علی محمد صاحب کرڑا پلی اڑیسہ کی بہو اہلیہ شوکت علی صاحب کے پاؤں میں ایک خطرناک زخم ہے (۵) بشیر الدین احمدؐ صاحب ٹمر دہرانجا ضلع شاہپور کی والدہ صاحبہ بیمار ہیں (۶) مولوی محمد اعظم صاحب بوتالوی کا بچہ بیمار ہے (۷) مرزا عبدالرزاق صاحب احمدی محاذ جنگ پر ہیں۔ (۸) قاضی عبدالرحمان صاحب مغلپورہ بیمار ہیں۔ (۹) سید محمود احمدؐ صاحب مغلپورہ بعض مشکلات میں ہیں۔ (۱۰) صوبیدار میجر ملک خدا بخش صاحب دوالمیال بعارضہ بخار بیمار اور بہت کمزور ہو گئے ہیں۔ سب کے لئے دعا کی جائے۔

امتحان میں کامیابی

صادقہ اختر صاحبہ (اہلیہ قاضی عطاء الرحمن صاحب لاہور) معلمہ نصرت گرلز ہائی سکول قادیان نے امسال ادیب فاضل کے امتحان میں خاص امتیاز حاصل کیا ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے تمام صوبہ پنجاب کی خواتین میں اوّل آئی ہیں اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔ قریشی محمد نذیر معلم جامعہ نصرت قادیان

ولادت

(۱) ۲۵ اکتوبر ۴۴ء کو میرے لڑکے صوبیدار ملک سعید احمد کو اللہ تعالیٰ نے تیسرا بچہ جو انکا دوسرا لڑکا ہے عطا فرمایا۔ احباب دعا فرماویں کہ نومولود کو خدا تعالیٰ صاحب عمر اور خادم دین اور خادم خلق اللہ بنائے۔ مولا بخش پنشنر محلہ دار الفضل قادیان

(۲) اللہ تعالیٰ نے عاجز کو مورخہ ۳۰/۳۱ اکتوبر کی درمیانی شب پہلا لڑکا عطا فرمایا ہے۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ نے صفی الدین احمدؐ نام تجویز فرمایا۔ احباب دعا فرماویں کہ خدا تعالیٰ مولود کو خادم دین بنائے۔ قاضی رشید الدین احمدؐ خلف ڈاکٹر جلیل الدین قائم حسب

مولوی محمد علی صاحب کی حوالجات میں مفید مطلب تحریف کرنیکی عادت
اور
شیخ عبدالرحمن صاحب مصری کی شہادت

مولوی محمد علی صاحب کا افترا

ناظرین کو معلوم ہے کہ مولوی محمد علی صاحب امیر غیر مبایعین نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کے متعلق ذیل کا عقیدہ منسوب کیا تھا۔ " جناب میاں محمود احمد صاحب نے یہ جھوٹ بولا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر افترا کیا ہے۔ کہ ۱۹۰۱ء میں آپ نے اپنے دعوے میں تبدیلی کی۔ کہ انکار نبوت کرتے کرتے اور مدعی نبوت پر لعنتیں بھیجتے بھیجتے خود دعویٰ نبوت کر دیا اور اپنی سابقہ سالہا سال کی انکار نبوت کی تحریروں کو منسوخ کر دیا"۔

چونکہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے کبھی یہ الفاظ استعمال نہیں فرمائے۔ اسلئے جب متواتر اور مسلسل یہ عقیدہ "پیغام صلح" میں جماعت احمدیہ کی طرف منسوب کیا گیا۔ تو "الفضل" نے "پیغام صلح" اور جناب مولوی محمد علی صاحب سے درخواست کی۔ کہ جب تک آپ ثابت نہ کریں۔ کہ جو الفاظ آپ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالے کیطرف منسوب کر رہے ہیں وہ واقعی آپ کے ہیں تب تک عقیدہ کی صحت پر مباحثہ کرنے کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ اور چونکہ مولوی صاحب ہمیشہ حوالجات کو نامکمل بلکہ محرف و مبدل شکل میں پیش کرنے کے عادی ہیں۔ اس لئے ان کا موجودہ چیلنج قابل التفات نہیں۔

تازہ تحریف

خاکسار نے "الفضل" مجریہ ۱۲ ستمبر ۱۹۴۴ء میں متعدد مثالیں پیش کی تھیں۔ "پیغام صلح" اور مولوی صاحب ان سے ابھی تک عہدہ برآ نہیں ہو سکے بلکہ اپنے حال ہی کے خطبہ جمعہ میں جو ۱۸ اکتوبر کے پیغام میں شائع ہوا۔ مولوی صاحب نے اس امر کی ایک اور مثال مہیا کر دی ہے۔ چونکہ حوالجات میں کتر و بیونت کرنا مولوی صاحب کی فطرت میں داخل ہو چکا ہے اسلئے وہ الفاظ میں اپنے مفید مطلب تبدیلی کرنے سے ہرگز باز نہیں رہ سکتے۔ اور اس تازہ مثال سے ہمارے مطالبہ کی ضرورت اور معقولیت اور بھی نمایاں ہو جاتی ہے۔ ہمارے اس مطالبہ پر غصہ کے اظہار کے بعد کہ اصل حوالجات کا مطالبہ کیا ہی کیوں جاتا ہے۔ مولوی صاحب اپنے الزام کو اپنے الفاظ میں یوں دہراتے ہیں۔

(۱) "میاں صاحب اس بات کے قائل ہیں کہ ۱۹۰۱ء میں حضرت مسیح موعود نے نبوت کی تعریف کو تبدیل کر کے دعوئے نبوت کیا۔ اور اپنی سابقہ تحریروں کو منسوخ کر دیا۔ یہ حضرت مسیح موعود پر افترا ہے"۔

دیکھئے جن الفاظ کی صحت پر اور جس عقیدہ کے ہماری طرف منسوب ہونے پر ہمیں اعتراض تھا۔ اور جس کے متعلق اصل حوالہ طلب کیا گیا تھا۔ مولوی صاحب نے اسے کس چالاکی سے بدل دیا ہے۔ (چالاکی کا لفظ خود انہوں نے ہمارے متعلق استعمال کیا ہے) "دعوے میں تبدیلی کر کے خود دعوئے نبوت کرنا" اور "نبوت کی تعریف میں تبدیلی کرنا" بالکل الگ الگ امر ہیں۔ اور یہ الفاظ جواب پیش کئے گئے ہیں۔ "پیغام صلح" کے پہلے میں بار بار شائع ہونے والے الزام میں قطعاً نہیں۔ اب یہ جناب مولوی صاحب نے اپنے جو پہلے والے حوالہ میں کتر و بیونت کر دی اپنی مطلب برآری کے لئے اس قسم کی کتر و بیونت کرنا مولوی صاحب کی طبیعت ثانیہ بن چکی ہے۔

شیخ عبدالرحمن صاحب مصری کی قدر و قیمت مولوی صاحب کی نگاہ میں

مولوی صاحب کے متعلق جماعت احمدیہ کا ہی یہ خیال نہیں۔ بلکہ خود شیخ عبدالرحمن صاحب مصری جو اب اپنی سوء قسمتی سے مولوی صاحب کے دست راست بنے ہوئے ہیں۔ اور جو بقول مولوی صاحب ان معدودے چند بزرگوں میں سے ہیں۔ جن پر ان کی جماعت کو بجا طور پر ناز ہے۔ اور جن کی "راستی" اور "صاف گوئی" مولوی صاحب کے نزدیک "قابل تقلید" ہے۔ ہاں ہاں وہی مصری صاحب جو چند سالوں سے ہماری جماعت سے علیحدہ ہو کر اور پھر اپنے مقصد میں فیل ہو کر ادھر کہیں جگہ نہ پا کر اب مولوی صاحب کے "احباب" میں شامل ہو چکے ہیں۔ مولوی محمد علی صاحب کے متعلق حوالہ جات کو محرف و مبدل شکل میں پیش کرنے کے یقین میں ہمارے ساتھ کلی طور پر متفق ہیں "متفق ہیں" کے الفاظ میں اس لئے استعمال کر رہا ہوں کہ مصری صاحب نے یہ یقین بعض حقائق اور ناقابل تردید شواہد کی بناء پر قائم ہے۔ اور جب تک مصری صاحب یہ اعلان نہ کر دیں۔ کہ حوالہ جات کو ناقص اور نامکمل صورت میں پیش کرنے کے متعلق جو الزامات انہوں نے مولوی محمد علی صاحب پر لگائے تھے۔ وہ مصری صاحب کا افترا تھا۔ اور ان کے مولوی صاحب سے حوالجات کی صحت کے متعلق مطالبات ناجائز تھے۔ اور یہ کہ وہ عبارتیں جو مولوی صاحب نے ان کے خیال میں توڑ مروڑ کر یا بغیر کسی بنیاد کے پیش کی تھیں درحقیقت بے بنیاد نہیں تھیں۔ بلکہ ان کی بنا فلاں فلاں کتاب اور اس کے فلاں صفحہ پر ہے۔ تو ہم سمجھ لینگے کہ مولوی صاحب کے متعلق ان کا پہلا خیال بدل چکا ہے۔ ورنہ جب تک وہ ایسا واضح اعلان نہ کریں۔ بلکہ خاموشی میں سلامتی سمجھیں تو ان کی خاموشی مولوی صاحب کو مجرم ثابت کرتی رہے گی۔

مصری صاحب نے ایسے سخت الفاظ میں مولوی صاحب کی اس مکروہ عادت کی تمہید اٹھائی ہے۔ کہ ان کا دہرانا بھی ہمیں گوارا نہیں۔ اس لئے تمہید کو نظر انداز کر کے صرف مولوی صاحب کی تحریف کے چند نمونے مصری صاحب کے الفاظ میں ہی پیش کئے جاتے ہیں۔

مولوی محمد علی صاحب کی حقیقت شیخ مصری صاحب کی نگاہ میں

مصری صاحب بعنوان "مولوی محمد علی صاحب کی خلاف بیانیاں" رقمطراز ہیں۔

"اس کے بعد میں مولوی صاحب موصوف کی ان باتوں کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ جو انہوں نے اس خطبہ میں خلاف واقعہ بیان کی ہیں۔ اور میں امید کرتا ہوں۔ کہ مولوی صاحب یا تو ان کو ثابت کرینگے۔ یا اپنی غلطی کا اقرار بغیر اگر مگر کے کر لیں گے۔ اور وہ نہ کرینگے جو کہ مندرجہ ذیل حوالوں کے متعلق کرتے رہے ہیں۔

پہلا نمونہ۔ مثلاً جیسا کہ انہوں نے پیشگوئی اسمہ احمد کے متعلق یہ ثابت کرنے کے لئے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم مبارک احمد تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف یہ عبارت منسوب کر دی۔ کہ "جبکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم شکم آمنہ میں تھے۔ تب فرشتے نے ظاہر ہو کر کہا۔ کہ اے آمنہ تو بیٹا جنے گی۔ اس کا نام احمد رکھنا۔ میاں صاحب غور کیجئے کس کی بنائی ہوئی بات ہے۔ مسیح موعود کی۔

حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کسی کتاب یا کسی اشتہار میں یہ عبارت مذکور نہیں۔ اور اب تک۔ باوجود بار بار خدا کا واسطہ دے کر مطالبہ کرنے کے بھی اس حوالہ کے بتانے کی تکلیف گوارا نہیں کی۔

دوسرا نمونہ۔ پھر آپ نے محض اپنے خیال کو لوگوں کی نظر میں ثابت کرنے کے لئے گزشتہ بزرگوں پر بھی ہاتھ صاف کیا اور ان کی طرف بھی وہ باتیں منسوب کیں جو انہوں نے قطعاً نہیں کہیں۔ مثلاً امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق آپ نے یہ لکھا۔ کہ "امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مذہب ہے کہ اگر کوئی شخص ایک دفعہ دل سے اشہد ان لا الٰہ الا اللہ کہہ دے۔ تو وہ مومن ہو جاتا ہے۔ چاہے پھر اس سے شرک کفر یا ظلم سرزد ہو۔ جب اس کے متعلق حوالہ دریافت کیا گیا۔ تو خاموش ہو گئے اور جواب نہ دیا۔

تیسرا نمونہ۔ پھر آپ نے لوگوں کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز پر بدظن کرنے کے لئے حضور کے متعلق یہ غلط خبر شائع کی۔ کہ حضور نے حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی بھتیجی کا جو غیر احمدی تھی۔ جنازہ پڑھا۔ اس کے متعلق جب ثبوت مانگا گیا تو کچھ بول نہ سکے۔

چوتھا نمونہ۔ پھر آپ نے حضرت مسیح موعود جری اللہ فی حلل الانبیاء کے حوالوں میں کتر بیونت کر کے ادھورے پیش کئے۔ مثلاً کفر و اسلام کے متعلق حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱۶۸ کی عبارت کو ناقص طور پر پیش کر کے غلط نتیجہ نکال کر لوگوں کو مغالطہ دیا۔ چنانچہ وہ عبارت یہ ہے۔

"ڈاکٹر عبدالحکیم خان اپنے رسالہ المسیح الدجال وغیرہ میں میرے پر یہ الزام لگاتے ہیں گویا میں

Digitized By Khilafat Library Rabwah

نے اپنی کتاب میں یہ لکھا ہے۔ کہ جو شخص میرے پر ایمان نہیں لائے گا۔ گو وہ میرے نام سے بھی بے خبر ہوگا۔ اور گو وہ ایسے ملک میں ہوگا جہاں تک میری دعوت نہیں پہنچی۔ تب بھی وہ کافر ہو جائے گا۔ اور دوزخ میں پڑے گا۔ یہ ڈاکٹر مذکور کا سراسر افترا ہے۔ میں نے کسی کتاب یا کسی اشتہار میں ایسا نہیں لکھا۔"

آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صرف اتنی ہی بات لکھ کر چھوڑ دی ہے۔ حالانکہ اس کے بعد حضرت صاحب نے اس اجمال کو کھول کر بیان کیا ہے۔ اور فرمایا ہے۔ کہ مواخذہ اتمام حجت پر موقوف ہے۔ اور اتمام حجت کا علم سوائے خدا کے کسی اور کو ہے نہیں۔ پھر میں یہ کس طرح کہہ سکتا ہوں۔ کہ وہ لوگ دوزخ میں پڑیں گے۔ ہاں شریعت کی بناء چونکہ ظاہر پر ہے۔ اس لئے ہم باتباع شریعت اُن کا نام کافر ہی رکھیں گے اور ایسا ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منکرین کے متعلق میرا عقیدہ ہے۔ (مفصل دیکھو حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۷۸-۱۷۹-۱۸۰)

اب ناظرین کرام خود ہی انصاف کریں۔ کہ آیا اس سے وہ نتیجہ نکلتا ہے۔ جو مولوی صاحب موصوف نے لوگوں پر ظاہر کرنے کی کوشش کی۔ کہ جس شخص کو حضرت صاحب کی خبر نہیں پہنچی۔ وہ حضرت مسیح موعود ؑ کے نزدیک مسلمان ہے۔ حضرت صاحب تو صرف اس کے متعلق مواخذہ سے بری ہونے کا احتمال ظاہر کرتے ہیں۔ نہ کفر سے۔ کفر کے متعلق تو صریح فرماتے ہیں۔ کہ شریعت کی بناء چونکہ ظاہر پر ہے۔ اس لئے اسے باتباع شریعت کافر ہی کہیں گے اور ایسا ہی نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منکروں کے متعلق حضور کا اعتقاد ہے۔

جناب مولوی محمد علی صاحب نے اس عبارت کو ناقص طور پر پیش کر کے صرف اس پر اکتفا نہیں کی۔ بلکہ لوگوں پر یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا مذہب حضرت صاحب کے مذہب کے صریح خلاف ہے۔ یہ لکھ دیا کہ میاں صاحب یہ مانتے ہیں۔ کہ جن پر تبلیغ نہیں ہوئی اُن کا حساب خدا کے ساتھ ہے چونکہ شریعت کی بناء ظاہر پر ہے۔ ہم اُن کو کافر کہیں گے۔ (دیکھو مراۃ الحقیقۃ صفحہ ۴۴)

گویا وہ بات جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے حضرت مسیح موعود ؑ کی کتاب کے حوالے سے لکھی تھی۔ اس کو حضرت صاحب کی کتاب سے کاٹ کر اس کے متعلق یہ لکھ دیا۔ کہ یہ حضرت میاں صاحب کا افترا ہے۔ اور یہ وہ مذہب ہے۔ جو میاں صاحب نے حضرت مسیح موعود ؑ کے مذہب کے خلاف نکالا ہے۔ حالانکہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے وہ بات اس حوالہ سے لی تھی۔ جس کو مولوی صاحب موصوف نے غلط طور پر ادھورا پیش کیا ہے۔

پانچواں نمونہ - اسی طرح نبوت کے متعلق آپ نے مواہب الرحمٰن سے مندرجہ ذیل الفاظ پیش کئے۔

"للہ مکالمات ومخاطبات مع اولیاء فی ھذہ الامۃ والھم یعطون صبغۃ الانبیاء ولیسوا نبیین فی الحقیقۃ۔ ترجمہ یعنی اللہ تعالےٰ اس امت میں اولیاء کے ساتھ مکالمہ مخاطبہ کرتا ہے۔ اور ان کو نبیوں کا رنگ دیا جاتا ہے۔ لیکن وہ فی الحقیقۃ نبی نہیں ہوتے۔ اس حوالہ کے پیش کرنے سے آپ کی یہ غرض تھی۔ کہ یہ کتاب ۱۹۰۳ء کی ہے۔ گویا کہ ۱۹۰۱ء کے بعد پھر حضرت صاحب یہی مانتے رہے ہیں۔ کہ اولیاء کو نبوت کا درجہ عطا نہیں ہوتا۔ صرف نبیوں کا رنگ اُن کو دیا جاتا ہے۔ حالانکہ اس سے پہلی سطر میں صاف حضرت صاحب نے اپنے وجود کو الگ کر لیا ہے۔ اور یہ عبارت صرف دیگر اولیاء کے متعلق لکھی ہے۔ چنانچہ وہ عبارت یہ ہے۔

ونومن بان خاتم الانبیاء لا نبی بعدہ الا الذی ربی من فیض و اظھرہ وعدہ یعنی ہم ایمان لاتے ہیں۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ مگر وہی جس نے آپ کے فیض سے پرورش پائی۔ اور جس کو آپ کے وعدہ نے ظاہر کیا۔ اور اس کے بعد لکھتے ہیں۔ کہ اس امت میں اولیاء بھی ہوئے ہیں۔ لیکن ان کو نبیوں کا رنگ دیا گیا ہے۔ وہ فی الحقیقۃ نبی نہیں تھے۔ اور یہی وہ بات ہے۔ جو حضرت صاحب نے حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۳۹۱ پر لکھی ہے۔ کہ اس امت میں ہزارہا اولیاء ہوئے ہیں۔ مگر نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں۔ کیونکہ رسول کریم صلعم کا وعدہ صرف ایک کے متعلق ہی تھا۔ اور اس کی وجہ بھی ساتھ ہی بتا دی۔ کہ کثرت امور غیبیہ نبی ہونے کے لئے شرط ہے۔ اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی۔ پس یہ حوالہ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کے اثبات کا کھلے طور پر ثبوت دے رہا ہے۔ نہ کہ نفی نبوت کا۔"

(الفضل ۱۵- دسمبر ۱۹۲۱ء)

مولوی محمد علی صاحب کے عقائد اور مصری صاحب

اس کے بعد جناب مصری صاحب نے مولوی محمد علی صاحب کے اس وقت کے زیر تنقید خطبہ میں سے "پانچ تازہ غلط بیانیاں" اور پھر چند "مزید غلط بیانیاں" بھی بیان کی ہیں اور پھر (۱) نبوت (۲) کفر اور (۳) جنازہ کے مسائل پر بحث کر کے ثابت کیا ہے۔" کہ ان تینوں مسائل میں جو کچھ آپ نے (مولوی محمد علی صاحب نے) لکھا ہے۔ وہ حضرت صاحب کی تعلیم کے بالکل خلاف ہے"۔ اپنے اس مضمون میں مصری صاحب نے ظلی نبی کے نبی ہونے کے متعلق حضرت مسیح موعود ؑ کے حوالے نقل کر کے اس بحث کی تکمیل ان الفاظ سے کی ہے:-

"نبی کے ظل میں اگر ظل کامل ہو۔ نبی کی صفات چونکہ آجاتی ہیں۔ اس لئے ظلی نبی نبی بن جاتا ہے"۔ اس سلسلہ میں مواہب الرحمٰن کا جو حوالہ جناب مولوی صاحب نے نبوت کے انکار کی تائید میں پیش کیا تھا۔ اس پر بحث کرنے کے بعد مصری صاحب لکھتے ہیں۔ کہ "یہ حوالہ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کے اثبات کا کھلے طور پر ثبوت ہے"۔

اسی طرح غیر احمدیوں کو کافر سمجھنے کے متعلق حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۷۸ و ۱۸۰ کا حوالہ دینے کے بعد رقمطراز ہیں۔

"پس یہ آپ (مولوی صاحب) کا ہم (جماعت احمدیہ) پر بے جا الزام ہے کہ ہم (جماعت احمدیہ) نے یہ مذہب خود اپنی طرف سے ایجاد کیا ہے۔" اور غیر احمدیوں کے جنازہ کے متعلق مولوی صاحب کو ان الفاظ میں چیلنج دیتے ہیں کہ "حضرت صاحب نے اپنے بیٹے کا جنازہ محض اس لئے نہ پڑھا کہ وہ غیر احمدی تھا۔ پس حضرت صاحب کا عمل تو ہمارے ساتھ ہے۔ نہ آپ کے ساتھ اور آپ نے (مولوی صاحب نے) جو دلیل دی ہے۔ کہ "حضرت مسیح موعود غیر احمدیوں کے جنازے پڑھا کرتے تھے" آپ اس کی ایک ہی نظیر پیش کر دیں۔ مگر اس شرط کے ساتھ کہ حضرت صاحب کو متوفی کے متعلق یہ کہا گیا ہو یہ غیر احمدی ہے۔ اس کا جنازہ پڑھیں اور حضور نے پڑھا ہو"۔

(الفضل ۱۵ دسمبر ۱۹۲۱ء)

مصری صاحب نے اس مضمون میں جو کچھ مولوی محمد علی صاحب کے متعلق لکھا۔ مصری صاحب کے الفاظ میں ہی وہ یہ ہے۔

"قارئین کرام اس سے خود ہی اندازہ لگا لیں کہ کیا مولوی صاحب موصوف کا قدم ان مسائل کی تحقیق میں جادۂ صواب پر ہے مجھے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں"۔

مصری صاحب سوء اتفاق سے جادۂ صواب سے منحرف ہو کر اب خود بھی مولوی صاحب کی آغوش عاطفت میں جا چکے ہیں حالانکہ انہوں نے مولوی صاحب پر تحریف صحافتی بددیانتی کے متعدد الزامات ان کو حقائق کی بنا پر ثابت کیا تھا۔ گو اب وہ مولوی صاحب کے مشرب میں داخل ہیں۔ لیکن اپنے علم اور تقویٰ کا جو ڈھونگ انہوں نے رچا رکھا ہے۔ اس کی موجودگی میں ابھی نہیں شاید یہ کہنے کی جرأت نہ ہو۔ کہ مولوی صاحب موصوف اب ان صفات کے حامل نہیں جن کا اظہار وہ اپنے مذکورہ بالا الفاظ میں کر چکے ہیں۔ کیونکہ اس طرح انہیں اپنے آپ کو افترا پرداز اور دروغگو قرار دینا پڑے گا۔

خاکسار محمد ابراہیم بی۔ اے ڈسٹرکٹ انگلش ہائیسکول قادیان

Digitized By Khilafat Library Rabwah

روحانی سمندر

دنیوی سمندروں کی وسعت اور اس کے مخفی خزائن کی معلومات سے لوگ حیرت میں آجاتے ہیں۔ مگر روحانی بحر ذخار اپنی وسعت میں بے پایاں۔ غوطہ زن کے لئے خطرات سے خالی اور بے انداز خزائن ونوادر کا مجموعہ ہے۔ وہ سمندر کیا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اطال اللہ بقاءہ واطلع شموس طالعۃ کی کتاب "سیر روحانی" ہیں ملاحظہ فرما ئیے۔ اسی کے امتحان زیر اہتمام خدام الاحمدیہ مقررہ ۱۰ر دسمبر ۱۹۴۴ء / ۲۳ر فتح ۱۳۲۳ ہش میں شرکت فرمائیں۔ قائدین اپنی مجالس سے امیدواران کے نام جلد بھجوائیں۔

نعیم احمد مہتمم تعلیم خدام الاحمدیہ مرکزیہ

تقرر عہدہ داران جماعتہائے احمدیہ

ذیل میں اُن جماعتوں کے عہدہ داروں کی فہرست شائع کی جاتی ہے جو ۳۰ر اپریل ۱۹۴۴ء تک کے لئے منظور کئے گئے ہیں۔ اس سے قبل ۱۵۵ جماعتوں کے عہدہ داروں کی منظوری بذریعہ اخبار الفضل دی جا چکی ہے اس سے ظاہر ہے کہ ابھی تمام جماعتوں نے نئے انتخابات کرکے نہیں بھیجے۔ حالانکہ چھ ماہ گزر چکے ہیں۔ اس لئے اُن جماعتوں کو جنہوں نے تاحال نئے انتخابات نہیں کئے تاکید کی جاتی ہے۔ کہ اس طرف جلد توجہ کریں۔ اگر کسی جماعت کے موجودہ عہدہ دار ہی نئے انتخاب میں روک ہوں تو ایسی جماعت کو یہ حق دیا جاتا ہے کہ فوراً مقامی امیر یا پریزیڈنٹ کے واسطہ سے نظارت علیا میں رپورٹ ارسال کریں۔ کہ یہاں باوجود توجہ دلانے کے عہدہ داروں کا نیا انتخاب نہیں ہوا۔ اور اس جماعت کے امیر یا پریزیڈنٹ کا فرض ہے۔ کہ یا تو اس کے بعد ایک ہفتہ کے اندر اندر نیا انتخاب کرکے اطلاع دیں یا وہ لکھیں کہ فلاں وجہ سے نیا انتخاب نہیں کیا جا سکتا۔ مگر اُن کو ایسی تحریر خود بخود روک لینے کا حق نہیں ہے قواعد انتخاب تفصیلاً اخبار الفضل مجریہ ۱۶ر اگست ۱۹۴۴ء میں شائع کر دیئے گئے ہیں انتخابات کی تمام کارروائی اُن کے مطابق ہونی چاہیئے۔

فتح محمد سیال ناظر اعلیٰ قادیان

Digitized By Khilafat Library Rabwah

۱۵۶ — قصور

پریزیڈنٹ — ملک عبدالرحمٰن صاحب
وائس " — مرزا غلام نبی صاحب
سکرٹری تبلیغ — مرزا محمد شریف بیگ صاحب
سکرٹری مال / جنرل سکرٹری — مرزا محمد صدیق بیگ صاحب
سکرٹری تعلیم و تربیت — مرزا غلام نبی صاحب

اٹھوال

سکرٹری — محمد ابراہیم صاحب
" تبلیغ — چوہدری حسین بخش صاحب
" تعلیم و تربیت — " سلطان علی صاحب
" امور عامہ — " کریم بخش صاحب و چوہدری فضل دین صاحب
" ضیافت — " محمد رمضان صاحب

۱۵۸ — شجاع آباد

پریزیڈنٹ — میر [illegible] محمد صاحب
امین — "
سکرٹری مال — شیخ احسان الٰہی صاحب
محاسب — "

۱۵۹ — مونگھیر

سکرٹری تبلیغ — سید وزارت حسین صاحب
" مال — "
" وصایا — "
" تعلیم و تربیت
" امور عامہ — مولوی محمد سمیع صاحب
محاسب — سید عبدالغفار صاحب
امین — "

۱۶۰ — سامانہ

سکرٹری مال — نعمت اللہ خان صاحب

سکرٹری دعوت و تبلیغ و تعلیم و تربیت — حبیب الرحمان خان صاحب
محاسب — مستری غلام حسین صاحب
سکرٹری امور عامہ — عبدالغفور صاحب

۱۶۱ — بانڈی پورہ (کشمیر)

پریزیڈنٹ — خواجہ ثناء اللہ صاحب
سکرٹری تبلیغ — خواجہ عبدالغنی صاحب
" تعلیم و تربیت — "
" امور عامہ — "
" مال — مولوی غلام محی الدین صاحب

۱۶۲ — دیوا سنگھ والا

وائس پریزیڈنٹ — میاں اللہ رکھا صاحب
امین — میاں عبداللہ صاحب

۱۶۳ — ٹوپی

سکرٹری دعوت و تبلیغ — صدر خان صاحب
فنانشل سکرٹری — مولوی جلال الدین صاحب
سکرٹری امور عامہ — صاحبزادہ عبدالحمید صاحب
" امور خارجہ — صاحبزادہ عبداللطیف صاحب
" ضیافت — "
امین و آڈیٹر — سید منیر شاہ صاحب

۱۶۴ — بنگہ

پریزیڈنٹ — عطاء محمد صاحب
وائس " — سیٹھ محمد اسمٰعیل صاحب
سکرٹری مال و امین — چوہدری عمرالدین صاحب
محاسب — منشی نور محمد صاحب
سکرٹری تبلیغ و تالیف و تصنیف — منشی فضل الدین صاحب
" تعلیم و تربیت — سیٹھ محمد الدین صاحب
" امور عامہ و خارجہ — ڈاکٹر محمد فضل حق صاحب
" ضیافت — سیٹھ محمد الدین صاحب
" وصایا — منشی فضل الدین صاحب

آڈیٹر — عبدالرحمٰن صاحب

۱۶۵ — دولت پور (پٹھان کوٹ)

پریزیڈنٹ — چوہدری عبدالوحید صاحب
جنرل سکرٹری — " نذیر احمد صاحب
سکرٹری تعلیم و تربیت — " غلام رسول صاحب
" تبلیغ — شیخ محمد شریف صاحب
" مال — چوہدری نذیر احمد صاحب
آڈیٹر — شیخ نور دین صاحب

۱۶۶ — حسن پور (ملتان)

پریزیڈنٹ — چوہدری اللہ دتا صاحب
امین — "
وائس پریزیڈنٹ — چوہدری سردار علی صاحب
سکرٹری مال — خداداد صاحب
محاسب — "

۱۶۷ — جالندھر شہر

پریزیڈنٹ — میاں محمد عالم صاحب
سکرٹری مال — بابو محمد نواز صاحب
سکرٹری تعلیم و تربیت — ماسٹر نور محمد صاحب
آڈیٹر — مرزا انوار الحق صاحب

۱۶۸ — فتال پور

پریزیڈنٹ — منشی نذیر احمد صاحب
امین — "
سکرٹری مال — غلام قادر صاحب
محاسب — "

۱۶۹ — رہانہ ساہو (ملتان)

پریزیڈنٹ — چوہدری نذیر احمد صاحب بھٹی
امین — "

۱۷۰ — کننانور (مالابار)

پریزیڈنٹ — این۔ حامد صاحب
فنانشل سکرٹری — کمال حسین صاحب
سکرٹری تعلیم و تربیت — حاجی عبدالمجید صاحب

۱۷۱ — کپورتھلہ

جنرل سکرٹری — شیخ محمد احمد صاحب ایڈووکیٹ
سکرٹری تبلیغ — "
" تعلیم و تربیت — حافظ محمود الحق صاحب
" مال — شیخ عبدالرحمان صاحب
" امور عامہ — شیخ محمد احمد صاحب
" ضیافت — حافظ محمود الحق صاحب

۱۷۲ — خانیوال

پریزیڈنٹ — ملک خدا بخش صاحب کالونی
امین — "
سکرٹری تبلیغ — چوہدری عبدالرحمٰن صاحب
" مال — خان غلام حسن صاحب

محاسب — غلام حسن خان صاحب

۱۷۳ — کروڑ پکا

پریزیڈنٹ — میاں خان محمد صاحب
سکرٹری تبلیغ — "
امین — "
سکرٹری مال — عبدالرحیم خان صاحب
محاسب — "

۱۷۴ — میلسی

پریزیڈنٹ — ڈاکٹر محمد شفیع صاحب
امین — "
سکرٹری تبلیغ — نذر محمد صاحب
" تعلیم و تربیت — میاں واحد بخش صاحب
" مال — ماسٹر امیر احمد صاحب
محاسب — "

۱۷۵ — جموں

پریزیڈنٹ — خلیفہ عبدالمنان صاحب
وائس " — مولوی محمد عبداللہ صاحب مولوی فاضل
سکرٹری مال — مستری عبدالمجید صاحب
" امور عامہ — سید ایوب شاہ صاحب
" تبلیغ — " امداد علی شاہ صاحب
" تعلیم و تربیت — "
" ضیافت — مستری عبدالرحمٰن صاحب

۱۷۶ — لنگیری جاگیرداراں (جالندھر)

پریزیڈنٹ — چوہدری نظام الدین صاحب
سکرٹری ضیافت — "
" مال — میاں عبدالغنی صاحب
" تعلیم و تربیت — چوہدری غلام قادر خان صاحب
" امور عامہ — " محمد اسمٰعیل صاحب
" دعوت و تبلیغ — حکیم محمد ابراہیم صاحب
آڈیٹر — چوہدری نجابت خان صاحب

۱۷۷ — ندلیہ (بنارس)

پریزیڈنٹ — بابو عبدالحکیم صاحب
جنرل سکرٹری — عبدالحکیم خان صاحب
سکرٹری تبلیغ — "
" تعلیم و تربیت — ماسٹر عبدالسلام صاحب
" مال — "
آڈیٹر — عبدالسلام خان صاحب

۱۷۸ — باڑہ (لاڑکانہ سندھ)

سکرٹری دعوت و تبلیغ — ولی محمد صاحب
" امور عامہ — جوڑیا خان صاحب

۱۷۹ — سکندرآباد (دکن)

سکرٹری دعوت و تبلیغ — سیٹھ علی محمد الہ دین صاحب ایم اے

سیکرٹری تعلیم وتربیت قاضی محمد رشید صاحب
" مال سیٹھ یوسف احمد الہ دین صاحب
" وصایا " غلام قادر صاحب شرق
" امور عامہ وخارجہ " بھائی الہ دین صاحب
" ضیافت
محاسب " یوسف احمد الہ دین صاحب
امین مکرم " عبد اللہ الہ دین صاحب
آڈیٹر قاضی محمد رشید صاحب

۱۸۰ شاہ پور امر گڑھ (گورداسپور)

پریذیڈنٹ چودھری شاہ محمد صاحب نمبردار
سیکرٹری تبلیغ وامور عامہ " حاکم علی صاحب
" تعلیم وتربیت منشی فقیر محمد صاحب
" مال چودھری ابراہیم صاحب

۱۸۱ مونگ (گجرات)

پریذیڈنٹ مولوی محمد صدر الدین صاحب
نائب " سید حیدر شاہ صاحب
سیکرٹری تعلیم وتربیت " "
" مال مولوی محمد صدر الدین صاحب

۱۸۲- بازید خیل

سیکرٹری تبلیغ صاحبزادہ حبیب الرحمن صاحب
" مال " "

۱۸۳- احمد آباد سٹیٹ (سندھ)

پریذیڈنٹ عباس علی شاہ صاحب
سیکرٹری تبلیغ حافظ عبد الواحد صاحب
" مال نذیر احمد صاحب
" تعلیم وتربیت حکیم محمد اشرف صاحب
" امور عامہ منشی غلام محمد صاحب

۱۸۴- بھیرہ وبجکہ (شاہ پور)

سیکرٹری تبلیغ ملک عبد الرشید صاحب
" تعلیم وتربیت میاں خدا بخش صاحب
" مال ماسٹر امام علی صاحب
" امور عامہ وآڈیٹر " محمد فضل الٰہی صاحب

۱۸۵- بھینی بانگر

پریذیڈنٹ فتح محمد صاحب
سیکرٹری محمد الدین صاحب

۱۸۶- شملہ

پریذیڈنٹ چودھری عبد الغفور صاحب
سیکرٹری تبلیغ عبد المجید صاحب
" تعلیم وتربیت "
" مال بابو اصغر علی صاحب
" امور عامہ وخارجہ چودھری فیض عالم صاحب
محاسب بابو اصغر علی صاحب
آڈیٹر ملک سعادت احمد صاحب

۱۸۷ چک ۹۹ شمالی جنرل سیکرٹری منشی حمید احمد صاحب

۱۸۸- پٹنہ

پریذیڈنٹ مولوی عبد الستار صاحب
سیکرٹری تبلیغ مولوی اختر احمد صاحب
" تعلیم وتربیت " " " "
" امور عامہ ملک محمد اسماعیل صاحب
" مال وامین کیپٹن مولوی محمد اسماعیل صاحب
محاسب مولوی اظہر حسین صاحب
آڈیٹر مولوی شکیل احمد صاحب

۱۸۹- ڈھڈھ رانجھا (سرگودہا)

پریذیڈنٹ شیخ شمس الدین صاحب
سیکرٹری مال " عبد الرشید صاحب

۱۹۰- کمال ڈیرہ (سندھ)

پریذیڈنٹ ماسٹر محمد بریل صاحب
سیکرٹری تبلیغ حکیم محمد موھیل صاحب
" تعلیم وتربیت بشارت احمد صاحب بشیر مولوی فاضل
" مال ماسٹر شمس الدین احمد صاحب

۱۹۱- شیخ پور (گجرات)

پریذیڈنٹ چودھری قادر علی صاحب
سیکرٹری ومحاسب سید نور حسن شاہ صاحب

۱۹۲- مانسہرہ

پریذیڈنٹ۔ پیر محمد زمان شاہ صاحب
سیکرٹری تبلیغ مولوی محمد عرفان صاحب
" مال سید مقصود علی شاہ صاحب
آڈیٹر ماسٹر نور محمد صاحب

۱۹۳- کریانوالہ

پریذیڈنٹ۔ میاں فقیر محمد صاحب
سیکرٹری میاں فضل کریم صاحب
" تبلیغ میاں محمد یوسف صاحب
" تعلیم وتربیت مولوی محمد اشرف صاحب

۱۹۴- بھدرک

پریذیڈنٹ شیخ عبد اللہ صاحب
سیکرٹری تعلیم وتربیت منشی رحمت اللہ خاں صاحب
" تبلیغ مولوی ہارون رشید صاحب
" مال سید محمد زکریا صاحب

۱۹۵- بریلی

پریذیڈنٹ بابو محمد عمر صاحب۔
سیکرٹری تبلیغ ماسٹر حبیب احمد صاحب
" مال ومحاسب محمد یونس صاحب
امین محمد الیاس صاحب
آڈیٹر ڈاکٹر اقبال علی صاحب

۱۹۶- فتح پور

پریذیڈنٹ وسکرٹری امور عامہ میاں محمد عالم صاحب
وائس پریذیڈنٹ سیکرٹری تعلیم وتربیت مرزا محمد حسین صاحب

سیکرٹری مال ماسٹر سراج دین صاحب
محاسب وآڈیٹر محمد عبد اللہ صاحب پنشنر

۱۹۷- پیانگڈی (مالابار)

پریذیڈنٹ ایم۔ احمد صاحب
سیکرٹری ثمر دین صاحب۔
فنانشل سیکرٹری۔ فقیر الدین صاحب۔

۱۹۸- پونہ کیمپ

پریذیڈنٹ خلیفہ علیم الدین صاحب
جنرل سیکرٹری میاں احمد دین صاحب جمیل

۱۹۹- بھاگووال

پریذیڈنٹ نواب خاں صاحب

۲۰۰- ملک وال

پریذیڈنٹ محمود احمد صاحب ناصر
سیکرٹری مال قریشی سلطان احمد صاحب

۲۰۱- قادر آباد

پریذیڈنٹ مستری علی محمد صاحب۔
سیکرٹری مال " علم الدین صاحب
" تعلیم وتربیت سید بشیر شاہ صاحب

۲۰۲- بسراوال

پریذیڈنٹ چودھری علی گوہر صاحب پنشنر
سیکرٹری مال " عطاء اللہ صاحب نمبردار
" تبلیغ " غلام حسین صاحب
" تعلیم وتربیت امیر احمد صاحب
" امور عامہ چودھری بڈھا صاحب
محاسب امین " عطاء اللہ صاحب

۲۰۳- الہ آباد

پریذیڈنٹ ڈاکٹر محمد نسیم صاحب
جنرل سیکرٹری محمد حسین صاحب
آڈیٹر بابو عنایت اللہ خاں صاحب

۲۰۴- چونڈہ

پریذیڈنٹ میاں رحیم بخش صاحب
سیکرٹری مال مستری محمد شفیع صاحب
" تعلیم وتربیت ملک محمد شفیع صاحب
" تبلیغ چودھری نصیر احمد صاحب
وائس پریذیڈنٹ " اسد اللہ خاں صاحب

۲۰۵- شیموگہ

پریذیڈنٹ میر کلیم اللہ صاحب
وائس پریذیڈنٹ محمد امام صاحب
سیکرٹری بیت المال میر عبد الجلیل صاحب
" تعلیم وتربیت سید مدار صاحب۔
" دعوۃ وتبلیغ کریم خاں صاحب
" امور عامہ عبد الرزاق صاحب

۲۰۶- Satankulam

پریذیڈنٹ سید احمد صاحب

سیکرٹری ایم۔ ای محمد حسین صاحب
محاسب حافظ عبد اللہ صاحب
آڈیٹر شیخ عبد القادر صاحب

۲۰۷- روہڑی وسکھر

سکرٹری تبلیغ ماسٹر عبد الرحمن صاحب

۲۰۸- کولمبو

پریذیڈنٹ۔ او عبد المجید صاحب
سیکرٹری S. L. M. Zawahir
خزانچی۔ اے۔ ایم بدی الدین صاحب

۲۰۹- عینو انی

پریذیڈنٹ چودھری عمر الدین صاحب
سیکرٹری مال منشی خدا بخش صاحب

۲۱۰- خانپور ملکی

صدر محمد عاشق حسین صاحب
سیکرٹری تعلیم وتربیت سید فضل کریم صاحب
" تبلیغ محمود الحسن صاحب
سیکرٹری مال محمد اصغر حسین صاحب

وہاں بھی وہ موجود تھے

وہ تنہا آگے بڑھ گیا

جنگ کے بھیانک مناظر کے ساتھ ساتھ ہمیں انسانی شرافت اور مردانگی کی اعلیٰ ترین مثالیں بھی دکھائی دیتی ہیں۔

موضع توسم ضلع حصار کے رہنے والے ایک مسلمان جاٹ سپاہی تاج محمد نے اپنے ساتھیوں کی خاطر جان دے دی برما میں دشمن کے ایک مضبوط مورچے پر اسکی پلٹن نے سنگینوں سے دھاوا بولا۔ اور دشمن کی مشین گنوں اور مورٹر کی گولہ باری سے سخت نقصان اٹھایا۔ دشمن کی چوکی سے ۲۵ گز کے فاصلے پر وہ خود اس کا کمپنی کمانڈر اور ایک اور سپاہی تنہا رہ گئے تھے۔ تاج محمد کے چہرے اور ران میں زخم لگا تھا۔ مگر اس نے اسکی پروا نہ کی۔ اور دشمن کی ایک خندق میں سنگین لئے "بولو نعرہ حیدری۔ یا علی" پکارتا ہوا کود پڑا۔ پھر یہ دیکھکر کہ دشمن کی ایک اور چوکی نے اسکی پلٹن پر گولہ باری شروع کر دی ہے۔ بے دھڑک تن تنہا دشمنوں کے درمیان جا پہنچا۔ اس حملے میں تاج محمد مارا گیا۔ مگر دشمن بھاگ چکا تھا۔ سپاہی تاج محمد کو مرنے کے بعد "آئی۔ او۔ ایم" نامی تمغہ دیا گیا۔ وہ بحرات(؟) رجمنٹ میں تھا۔ اپنے ساتھیوں کی خاطر جان دینے کا شرف بہت کم لوگوں کو حاصل ہوتا ہے۔ مگر ایسے جوانمردوں کے ساتھ مل کر کام کرنا بھی ایک خوش نصیبی ہے۔ آپکے علاقے کا بھرتی افسر آپ کو بتائیگا۔ کہ فوج میں کیسے بھرتی ہو سکتے ہیں

16

3147

لاہور کے جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں احرار کی فتنہ انگیزی

فتنہ پردازی کے بعد احرار کی غلط بیانیاں

جماعت احمدیہ لاہور کے زیر اہتمام ۵ نومبر ۱۹۴۴ء کو دن کے گیارہ بجے وائی ایم سی۔ اے ہال میں سیرت النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تعلق ایک جلسہ منعقد ہوا۔ احراری گروہ نے اپنے جلسوں میں قبل ازیں یہ اعلان کر دیا تھا۔ کہ ہم جماعت احمدیہ کا جلسہ نہیں نہ ہونے دینگے۔ اس بناء پر احرار کی ایک ٹولی منظم صورت میں ہال میں ½ ۱۰ بجے کے قریب پہونچ گئی۔ صدر جلسہ جناب لالہ رام چند صاحب منچندہ ایڈووکیٹ مقرر تھے۔ مگر اچانک بخار ہو جانے کی وجہ سے وہ تشریف نہ لاسکے۔ گیارہ بجے سیکرٹری جلسہ سیرت النبی جناب چودھری اسد اللہ خان صاحب نے تجویز کی۔ کہ اس جلسہ کے صدر شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ ہوں۔ حاضرین کی تائید کے ساتھ جناب شیخ صاحب نے فرائض صدارت سرانجام دینے شروع کئے۔ مکرم شیخ مشتاق حسین صاحب نے تلاوت قرآن مجید کی۔ مسٹر عبد المنان صاحب ناہید نے ایک نہایت دلچسپ اور تازہ نظم سنائی۔ بعد ازاں جناب لالہ امرناتھ صاحب چوپڑہ ایڈووکیٹ نے نہایت لطیف انداز میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ذکر کیا۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ میں ہسٹری وغیرہ کی رُو سے حضرت محمد صاحب کو ہاشمی اور سمبر مانتا ہوں۔ انہوں نے اپنی زندگی کے ذریعہ ایک عظیم الشان انقلاب پیدا کیا ہے۔ چنانچہ ان کی روحانیت کا نتیجہ تھا۔ کہ عرب لوگ چند ہی سالوں میں بہت بڑے حصہ زمین پر قابض ہو گئے۔

دورانِ تقریر میں جناب چوپڑہ صاحب نے افسوس کے ساتھ کہا کہ موجودہ مسلمان اس حکومت کو کھو بیٹھے ہیں۔ کیونکہ وہ اسلام کی تعلیم سے منحرف ہو گئے۔ اسلام کی تعلیم پر عمل کرنے سے دنیا میں بھی حکومت مل سکتی ہے۔ اس موقعہ پر احراری گروہ نے شور ڈالا اور "احرار زندہ باد"۔ "قادیانیت مردہ باد" کے نعرے بلند کئے۔ چوپڑہ صاحب نے انہیں سمجھایا کہ اس قسم کے جلسوں میں اس طرح کا شور جائز نہیں۔ صاحب صدر نے اعلان فرمایا کہ دوران تقریر میں کوئی صاحب نہ بولیں اگر کوئی بات توجہ دلانے کے قابل ہو تو اس کے لئے صدر کے پاس تحریر بھیجی جاسکتی ہے۔

جناب چوپڑہ صاحب کی تقریر کے بعد جناب قاضی محمد اسلم صاحب ایم۔ اے پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور تقریر کرنے کے لئے کھڑے ہوئے تشہد کے بعد انہوں نے ابھی چند فقرے ہی پڑھ کر سنائے تھے۔ اور بیان کر رہے تھے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا میں صلح کرانے کے لئے آئے تھے۔ آپ نے ہر چھوٹے بڑے اختلاف کو دور کرنے کی کامیاب کوشش فرمائی ہے۔ جناب قاضی صاحب نے اتنی سی بات ہی فرمائی تھی۔ کہ احرار نے شور مچایا۔ کہ ہم جلسہ نہیں ہونے دیں گے۔ اور مختلف قسم کے نعرے لگانے شروع کر دیئے۔ کھڑے ہو گئے۔ اور کرسیوں کو اِدھر اُدھر پھینکنا شروع کر دیا۔ اور بار بار اعلان کرتے تھے۔ کہ ہم جلسہ نہیں ہونے دیں گے۔

جناب قاضی محمد اسلم صاحب اس شور و غوغا کی وجہ سے رک گئے۔ اور اسی اثناء میں جناب سردار ہربنس سنگھ صاحب ایڈووکیٹ دوآبہ سٹیج پر تشریف لائے۔ اور آپ نے صدر کی اجازت سے حاضرین کو مخاطب کیا۔ آپ نے پنجابی زبان میں دلکش پیرایہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالات سنانے شروع کئے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مظلومیت کا مؤثر انداز میں ذکر فرمایا۔ اور شور کرنے والوں سے کہا کہ بھائیو جہاں تک میں نے حضرت محمد صاحب کی تاریخ پڑھی ہے۔ اس میں یہ کہیں مذکور نہیں۔ کہ آپ نے کسی کے جلسہ کو روکا ہو۔ یا اس میں شور مچایا ہو۔ آپ کے دشمن البتہ ایسا کرتے تھے۔ آپ لوگ اگر شور مچاتے رہے۔ اور جلسہ نہ ہو سکا۔ تو ہم غیر مسلموں پر کیا اثر ہوگا۔ اس پر کچھ حصہ شور مچانے والوں کا شرمندہ ہوگیا۔ مگر ایک صاحب نے جو غالباً ان کے لیڈر تھے سردار ہربنس سنگھ صاحب سے کہا کہ ہم بہر حال قادیانیوں کا جلسہ نہیں ہونے دیں گے جب ان سے وجہ پوچھی گئی تو اس نے کہا کہ ہمارا جلسہ جو قادیان میں ہونے والا تھا۔ اسے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے دفعہ ۱۴۴ نافذ کر کے کیوں بند کر دیا ہے۔ اس لئے ہم بھی کسی جگہ احمدیوں کا جلسہ نہیں ہونے دینگے سردار صاحب موصوف نے اسے جواباً کہا کہ آج کا جلسہ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کے متعلق ہے۔ اور یہ مضمون سب اسلامی فرقوں کا مشترکہ ہے۔ اس پر بھی احراری شور سے باز نہ آئے۔ اور انہوں نے نعروں کے علاوہ کرسیاں اٹھا اٹھا کر احمدیوں پر پھینکنی شروع کیں۔ جس سے ایک ہنگامہ بپا ہو گیا۔ چند احمدیوں نے کوشش کی کہ شور کرنے والے ہال سے باہر چلے جائیں۔ چنانچہ انہیں باہر نکال دیا گیا۔ باہر نکل کر ان لوگوں نے ہال کے دروازے پر پڑے ہوئے گملوں کو توڑ کر دروازوں کے شیشوں پر مارنا شروع کیا۔ اور دروازے پر کھڑے احمدیوں پر گملوں کے ٹکڑے وغیرہ برسائے یہ ہنگامہ ابھی جاری تھا کہ پولیس موقعہ واردات پر پہنچ گئی۔ پولیس افسروں نے پراگندہ اور بکھری ہوئی کرسیوں کے نظارہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا احمدی زخمیوں کا معائنہ کیا اور احراری حملہ آوروں کو عین موقعہ پر گرفتار کر لیا جلسہ میں شامل ہونے والے معزز ہندو، سکھ اور غیر احمدی میں سے بعض کے بیانات اسی وقت قلمبند کر لئے معلوم ہوا ہے۔ کہ اس وقت بیس کے قریب گرفتاریاں ہوئیں اور ایک درجن کے قریب احمدی زخمی ہوئے بعض احرار کو بھی چوٹیں آئیں۔ ان شور کرنے والے لوگوں کو حوالات بھیج دیا گیا۔

اس ایک گھنٹہ کی کشمکش کے بعد صدر جلسہ جناب شیخ بشیر احمد صاحب نے بقیہ کارروائی جلسہ شروع کرائی۔ چنانچہ مکرم قاضی محمد اسلم صاحب کی تقریر مکمل ہوئی اور آپ نے اپنا دلچسپ مضمون پورے طور پر سنایا۔ بعد ازاں جناب سردار ہربنس سنگھ صاحب ایڈووکیٹ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کے متعلق بہت عمدہ تقریر فرمائی اور سب لوگوں کو حضور کے نقش قدم پر چلکر قربِ الٰہی پانے کی طرف توجہ دلائی۔ یہ تقریر ٹھیٹھ پنجابی زبان میں تھی آخر میں خاکسار نے قریباً پون گھنٹہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقصد بعثت اور حضور کی زندگی میں اس کی تکمیل پر لیکچر دیا۔ اس وقت ہال پورے طور پر بھرا ہوا تھا۔ تقریر کے آخری حصہ میں متعدد احراری بھی ہال میں آگئے تھے۔ لیکن پھر دوران تقریر میں کسی قسم کی آواز بلند نہیں ہوئی۔ میری تقریر کے بعد محترم صدر صاحب نے اختتامی تقریر فرمائی جس میں تازہ واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے غیر مسلم بھائیوں سے اپیل کی کہ وہ اس قسم کے افعال کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب نہ کریں۔ اسلام اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امن پسند تعلیم اور حضور کے پاکیزہ اسوہ کو مدنظر رکھیں۔ آپ نے جماعت احمدیہ کی توجہ اس طرف بھی مبذول کرائی۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاکیزہ اخلاق سے نہ صرف غیر مسلموں کو آگاہ کرنا ضروری ہے۔ بلکہ مسلمان کہلانے والے بھائیوں تک بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاکیزہ سیرت اور آپ کے اعلیٰ اخلاق کا پہنچانا لازمی ہے۔ اس کے بعد جلسہ بخیر و خوبی ۳ بجے کے قریب ختم ہوا۔

نہایت افسوس کا مقام ہے کہ احرار نے مسلمان اخبارات میں یہ سراسر جھوٹا پروپیگنڈا کیا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کے جلسہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوئی توہین کی گئی ہے۔ یا یہ کہا گیا ہے۔ کہ عبادت سے انسان نبی کے مقام سے بلند مقام پا سکتا ہے۔ اس قسم کی کوئی بات اس سارے جلسہ میں نہیں ہوئی سینکڑوں مسلم اور غیر مسلم اس جلسہ میں موجود تھے احراری شور مچانے والوں نے بھی صرف یہ کہا تھا۔ کہ چونکہ قادیان میں حکومت نے ہمارا جلسہ بند کر دیا ہے۔ اس لئے ہم یہاں احمدیوں کا جلسہ نہیں ہونے دیں گے۔ توہین نبوی کا ناپاک الزام بعد کا گھڑا ہوا افتراء ہے۔ یہ محض اپنے ظالمانہ فعل کو چھپانے کے لئے ایک جھوٹ تراشا گیا ہے۔ یقیناً وہ تمام منصف مزاج غیر احمدی جو اس جلسہ میں حاضر تھے اور جنہوں نے احرار کی اس وقت کی حرکات دیکھی اور نعرے سنے ہیں وہ اس قسم کے ناپاک الزامات کی شدید مذمت کریں گے۔ اور زمانہ ظاہر کر دے گا۔ کہ احرار جماعت احمدیہ کی مخالفت میں کس قدر تعدی اور ظلم سے کام لے رہے ہیں۔ اور پھر بزدلانہ الزام لگاتے اور جھوٹ بولتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی ہدایت کے سامان فرمائے آمین۔

Digitized By Khilafat Library Rabwah

تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

نئی دہلی ۸ نومبر۔ کل مرکزی اسمبلی میں بھائی پرمانند کی پیش کردہ تحریک التواء کے مقابلہ میں ۵۵ ووٹوں یعنی ۴۰ ووٹوں کی عظیم الشان اکثریت سے مسترد ہو گئی۔ اس تحریک التوا کا مقصد اس بات پر بحث کرنا تھا کہ حکومت سندھ نے ستیارتھ پرکاش کے چودھویں باب کے خلاف پابندی لگا کر آریہ سماجیوں کے مذہبی جذبات کو جو ٹھیس پہنچائی ہے۔ حکومت ہند اسے ڈیفنس آف انڈیا رولز کے ماتحت کارروائی کر کے روکنے میں ناکام رہی ہے۔ تحریک کے حق میں بھائی پرمانند کے علاوہ لالہ چند نولرائے اور سردار سنت سنگھ وغیرہ نے تقریریں کیں۔ حکومت کی طرف سے سر فرانسس مودی ہوم ممبر نے تقریر کی۔ ہوم ممبر نے اپنی تقریر میں کہا۔ کہ حکومت سندھ نے غالباً قیام امن کے لئے ڈیفنس آف انڈیا رولز کی دفعہ ۴۱ کے تحت یہ کارروائی کی ہے۔ آئینی پوزیشن یہ ہے کہ حکومت سندھ اس سلسلہ میں اس قسم کا اقدام اختیار کرنے میں قطعاً حق بجانب ہے۔ کیونکہ صوبہ میں امن کی ذمہ داری اسی پر عائد ہوتی ہے۔ اور مرکزی حکومت دخل نہیں دے سکتی۔ تحریک پیش ہونے سے پہلے کانگرس پارٹی کی طرف سے مشورہ دیا گیا کہ اس موقع پر یہ تحریک پیش نہ کی جائے۔ لیکن محرک نے یہ مشورہ قبول نہ کیا اس پر کانگرس پارٹی کے ارکان سوائے ایک دو آریوں کے ایوان سے اُٹھ کر چلے گئے۔ اور کانگرس پارٹی کے اور مہاسبھائی ممبر اپنی نشستوں پر بیٹھے رہے۔ اور انہوں نے تحریک کے حق میں ووٹ دیئے۔

لنڈن ۸ نومبر۔ اسٹاک ہوم میں یہ اطلاع پہنچ چکی ہے۔ کہ ہٹلر کئی ہفتے ہوئے مر چکا ہے اگر ہٹلر زندہ اور تندرست ہے تو یہ بڑی عجیب بات ہے کہ اس نے ہملر کو اجازت دے دی کہ وہ ریڈیو کے ذریعہ تمام جرمن مردوں کو عوام کی فوج میں شامل ہونے کے لئے مخاطب کرے۔ بم کی سازش کے بعد سے ہملر اور گوئبلز کام چلا رہے ہیں۔ عوام میں انہیں کا نام پیش پیش رہتا ہے ہٹلر کا کہیں ذکر نہیں ہوتا۔ ہٹلر رومیل کے جنازہ میں بھی شریک نہیں ہوا۔ یہ پہلا موقعہ تھا کہ وہ ایک مارشل کے جنازہ میں شریک نہیں ہوا۔ ہٹلر نے ہنگری کے غدار وطن سزالسی کو اپنے ہیڈ کوارٹرز میں شرف باریابی عطا کرنے کی بجائے صرف مبارک باد کا تار بھیج کر ٹال دیا۔

ماسکو ۸ نومبر۔ مارشل سٹالن نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ جنگ جیت لینا ہی کافی نہیں ہے بلکہ ہمیں چاہیئے کہ آئندہ کے لئے جنگ کو ناممکن بنا دیں۔ ہم جرمن فسطائیوں کو ان کی سرزمین پر مات دیں گے۔ اور مستقبل قریب میں روسی جھنڈا برلن پر لہرائیں گے۔

لاہور ۸ نومبر۔ لارڈ ویول نے سر ریز منیڈ کلانسی کی معیت میں کل صبح دو گھنٹے نہایت مصروفیت میں گزارے۔ آپ نے نارتھ ویسٹرن ریلوے کے ورکشاپ اور ریلوے کے سول ٹریننگ سنٹر اور لاہور ڈویژنل کنٹرول کا معائنہ کیا دوسری طرف لیڈی ویول نے کلانسی کی معیت میں کل صبح بہاولپور ہاؤس میں برطانوی سپاہیوں کی ہٹ "۹۹" وائی۔ ڈبلیو۔ سی۔ اے اور زنانہ والنٹیر سروس کے دفاتر کا معائنہ کیا۔

ماسکو ۸ نومبر۔ روس کے سرکاری اخبار "جنگ اور مزدور" نے یہ انکشاف کیا ہے کہ چین کے محاذ جنگ کے مختلف حصوں میں حقیقی معنوں میں عارضی صلح ہو گئی ہے۔ اخبار مذکور نے مزید لکھا ہے۔ یہ عارضی صلح، چین کے شکست خوردہ ذہنیت کے عناصر اور رجعت پسندوں کی سرگرمیوں کا نتیجہ ہے۔ اور جاپانی ایجنٹ یہ کوشش کر رہے ہیں کہ عارضی صلح کی معیاد زیادہ سے زیادہ لمبی ہو۔

لنڈن ۸ نومبر۔ قاہرہ سے اطلاع ملی ہے کہ مشرق وسطیٰ میں متعین برطانوی ریذیڈنٹ منسٹر لارڈ موئن کو گولیوں سے ہلاک کر دیا گیا ہے۔ دو مسلح آدمی شہریوں کے لباس میں لارڈ موئن کی کوٹھی میں گھات لگا کر بیٹھ گئے تھے۔ انہوں نے دو بجے کے بعد دوپہر کوٹھی سے باہر لارڈ موئن پر گولیوں کی بوچھاڑ کی۔

لنڈن ۸ نومبر۔ مسٹر چرچل نے دارالعوام میں لارڈ موئن کے قتل کا ذکر کیا۔ آپ نے افسوس کے ساتھ کہا کہ آپ کا سکرٹری بچ گیا۔ لیکن ڈرائیور ہلاک ہو گیا۔ لارڈ موئن یہودیوں کے دوست تھے۔ یہ دونوں حملہ آور دن کے حملے کے بعد بائیسکلوں پر سوار ہو کر بھاگنے کی کوشش کی۔ مگر ایک مصری نے پولیس کو جو سائیکلوں پر سوار تھی مطلع کیا جس نے تعاقب کر کے دونوں کو گرفتار کر لیا۔ حملہ آور یہودی ہیں۔ ملزموں نے کچھ کہنے سننے سے انکار کر دیا ہے اور کہا ہے کہ وہ عدالت میں بیان دیں گے۔

لنڈن ۸ نومبر۔ ہاؤس آف کامنز کو جرمنوں کے حملوں سے اچھا خاصا نقصان پہنچ چکا ہے۔ چنانچہ اس کی مرمت کا فیصلہ کر لیا گیا ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ اس مرمت پر ۷ لاکھ ۴۸ ہزار پونڈ خرچ ہوں گے۔ یہ کام چھ ماہ میں ختم ہو گا۔

لنڈن ۸ نومبر۔ ماسکو میں سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ مشرقی پرشیا کی جرمن فوج نے گولڈاپ کے شمال اور جنوب کی طرف جوابی حملے کئے۔ مگر انہیں ناکام بنا دیا گیا۔ کل ہملر اور جنرل گوڈیرین (چیف آف دی جنرل سٹاف) نے مشرقی پرشیا میں لڑنے والی جرمن فوج کی ہمت افزائی کے لئے تقریریں کیں۔ جنرل گوڈیرین نے اپنی تقریر میں کہا۔ کہ جرمن فوج پھر ایک دفعہ روس میں داخل ہو جائے گی۔ میں نے جرمنی کی مشرقی سرحد پر مورچوں کی ایسی لائن بنا دی ہے جو کبھی ٹوٹ نہیں سکتی۔ اس محاذ پر نئی جرمن فوج لائی جا رہی ہے

نئی دہلی ۸ نومبر۔ مسٹر منصور بید ارائیکن سوال کے جواب میں سنٹرل اسمبلی میں کامرس ممبر نے بتایا کہ یونائیٹڈ کنگڈم کمرشل کارپوریشن نے اب تک ہندوستان سے ۱۸ کروڑ روپے کا مال باہر بھیجا ہے۔ اس میں سے ۹۰ فیصدی روس کو نقد قیمت پر بھیجا گیا۔

واشنگٹن ۸ نومبر۔ ایک اتحادی اعلان سے پایا جاتا ہے کہ جاپانی بیڑا جسے فلپائن میں شکست ہوئی۔ اب مشرقی چینی سمندر میں حرکت کر رہا ہے۔

دہلی ۸ نومبر۔ انقرہ ریڈیو نے روسی براڈ کاسٹ کے حوالے سے کہا ہے کہ ہنگری میں لڑنے والی روسی فوجیں ایک ایسے مقام پر پہنچ گئی ہیں جہاں سے آسٹریا کی راجدھانی ویانا صرف ۹۰ میل دور رہ گیا ہے

نئی دہلی ۸ نومبر۔ آج اسمبلی میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کمانڈر انچیف نے کہا گورنمنٹ اس بات پر غور کر رہی ہے کہ آجکل جو بھتہ برطانوی افسروں کو دیا جاتا ہے وہی ہندوستانی افسروں کو بھی دیا جائے۔

واشنگٹن ۸ نومبر۔ جنگی جہازوں سے اڑ کر جن ہوائی جہازوں نے فلپائن پر حملہ کیا۔ انہوں نے دو دنوں میں ۴۴۴ دشمن کے ہوائی جہاز تباہ کر دیئے ۱۱۳ کو تو لڑائی میں ٹھکانے لگایا گیا اور ۲۲۷ کو زمین پر برباد کر دیا گیا۔

لنڈن ۸ نومبر۔ مسٹر روزویلٹ کو چوتھی بار یونائیٹڈ سٹیٹ امریکہ کا پریزیڈنٹ منتخب کر لیا گیا ہے۔ مسٹر روزویلٹ کو مدمقابل کی نسبت بیس لاکھ ووٹ زیادہ ملے۔ کامیابی کا اعلان ہونے پر مسٹر ڈیوی نے کہا ظاہر ہے کہ چوتھی بار مسٹر روزویلٹ پریزیڈنٹ چنے گئے ہیں۔ میں انہیں مبارکباد دیتا ہوں۔ مسٹر روزویلٹ نے مبارکباد قبول کرتے ہوئے شکریہ کا تار بھیجا۔

لنڈن ۸ نومبر۔ والکرن کے جزیرہ کے شمالی حصہ میں دشمن مقابلہ کر رہا ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ دشمن کی حالت خراب ہو چکی ہے۔

نئی دہلی ۸ نومبر۔ آج سنٹرل اسمبلی میں فوڈ ممبر نے اعلان کیا کہ حال میں لاہور کا جو دورہ کیا گیا وہ نہایت کامیاب رہا گورنمنٹ آف انڈیا اور گورنمنٹ پنجاب میں جو جھگڑا چلا آتا تھا وہ تسلی بخش طور پر طے ہو گیا۔

لنڈن ۸ نومبر۔ جرمنی کے جو دستے ہالینڈ میں دریائے ماس کے پاس مقابلہ کر رہے ہیں۔ ان کی حالت خراب ہو چکی ہے

لنڈن ۸ نومبر۔ وارنس سٹیبر کو امریکی فوجوں نے جرمنوں سے چھین لیا ہے اس کے لئے بہت زوردار لڑائی لڑنی پڑی

لنڈن ۸ نومبر۔ جرمنی کے مشرقی مورچے پر روسی اور جرمن فوجیں لڑائی کے لئے زور شور سے تیاری کر رہی ہیں

ماسکو ۸ نومبر۔ پولینڈ میں وارسا کے شمال سے سخت لڑائی کی خبریں آ رہی ہیں

ماسکو ۸ نومبر۔ حکومت نے لڑائی میں تباہ شدہ شہروں اور گاؤں کی مرمت کا کام شروع کر دیا ہے۔ ۸۰ کے قریب شہروں کو سٹینگراڈ والی انجینیروں نے از سر نو بنانا شروع کر دیا ہے

تجربہ

اس امر کا شاہد ہے کہ اوگلون ملیریا اور ہر قسم کے بخاروں کے لئے اکسیر ہے۔ آپ بھی آزمائیے۔ سو ٹکیوں کی شیشی علاوہ محصول ڈاک دیکنگ کے دو روپے ہیں۔

دی کھتری برادرز قادیان

Digitized By Khilafat Library Rabwah